ہفت روزہ
سیرِ رُوحانی
لاہور

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

8 تا 14 جولائی 2000ء

مالکِ حقیقی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا

"اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اَب بھی اُسی کو دیکھ رہا ہوں۔ دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے....

خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(اقتباس از ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹ رُوحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹، ۵۰)

"....یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اِس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔"

(انجامِ آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۴)

﴾صرف احمدی احباب کے لئے﴿

ہفت روزہ

سیر روحانی

لاہور

جلد نمبر 9 شمارہ نمبر 20

8 تا 14 جولائی 2000ء

ایڈیٹر

سید مبشر احمد ایاز

نائبین

فخر الحق شمس۔ اسد اللہ غالب

معاون :۔ منصور احمد نور الدین

کمپوزنگ : اقبال احمد زبیر

پرنٹر و پبلشر: طارق محمود پانی پتی

مطبع: بلیک ایرو پرنٹر لوئر مال لاہور

مقام اشاعت: مقام اشاعت 86 بی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

اس شمارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے قائدین مجالس اور خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے کہ آپ صحت وسلامتی کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنی مجلس کے معیار کو بہتر رنگ میں اعلیٰ توقعات پر لانے کی بھرپور کوشش میں مصروف ہوں گے۔ وہ توقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہم سب سے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہمیں دعاؤں کے ساتھ ساتھ بھرپور محنت کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ خود اور آپ کے ساتھی عہدیدار پورے خلوص کے ساتھ اپنے وقت کو قربان کر کے محنت اور توجہ سے کام نہیں کریں گے تب تک ہم ان راستوں پر اپنی مجلس کو نہیں لا سکتے جو اعلیٰ مقام کی طرف لے کر جاتے ہیں۔

اس ضمن میں میری گذارش ہے کہ مجلس عاملہ کا اجلاس بلا کر جائزہ لیں کہ عہدیداران کتنا وقت اس خدمتِ دین کے لئے باقاعدگی کے ساتھ دے رہے ہیں۔ خود اپنا محاسبہ کریں اور پھر اپنے رفقاء سے بھی پوچھیں کہ ہم ہر اجلاس میں عہد دُہراتے ہیں اور خدا کو گواہ ٹھہرا کر بزبان بلند یہ اقرار اور عہد و پیمان کرتے ہیں کہ **میں جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔**

تو کیا ہم خود اس عہد کو پورا کر رہے ہیں۔

ایک عہدیدار سے جان کا مطالبہ نہیں کیا جارہا، عزت اور مال کی قربانی بھی نہیں مانگی جارہی۔ اس سے وقت کی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس نے خود خدا سے وعدہ کیا تھا۔ اس وعدے کو ایفاء کرنے کا کہا جارہا ہے۔ تو اب وہ خود جائزہ لے کہ وہ اس عہد پر کہاں تک پورا اتر رہا ہے۔

اور اگر اس وعدے پر ہی وہ پورا نہ اتر رہا ہو تو باقی وعدوں کو پورا کرنے کی امید اس سے کس طرح کی جاسکتی ہے جو بظاہر وقت کی قربانی سے زیادہ مشکل اور بڑی قربانی کا تقاضہ کرتے ہیں۔ ہمیں جائزہ لینا ہو گا کہ خدا کے ساتھ کئے ہوئے اس وعدہ کو ہر صورت پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت ہم کس طرح دے سکتے ہیں۔ تبھی ہمارے کاموں میں برکت پڑ سکتی ہے۔

اور مجلس کے کاموں کے لئے جب ہم وقت دیں گے تو خدا ہمارے کاموں کا خود محافظ ہو جائے گا۔ یہ ہمارے بزرگوں

کا کہنا ہے اور ایک مستقل اور مسلسل مشاہدے اور لمبے تجربے کے بعد انہوں نے ہمیں بتایا ہے۔ اور اس کی جھلک میں 'آپ' ہم سب بے شمار مرتبہ خود بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

یہ بات ہمیں اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہئے کہ دین کی خدمت کرتے ہوئے' اپنے مفوضہ عہدے کے فرائض کماحقہ' سرانجام دیتے ہوئے ہم کسی پر کوئی احسان نہیں کر رہے۔ ہاں یہ ضرور ذہن میں رہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہم پر ہے کہ اس نے اس کام کے لئے ہم جیسوں کو چن لیا۔

وگرنہ اس کے یہ کام تو ہونے ہیں۔ اور ہو کر رہنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک منظوم فارسی کلام میں خدمتِ دین کی برکات اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اسی مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

اس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

کہ اے میرے بھائی تجھے تو مفت میں اس خدمتِ دین کا موقعہ دے کر دراصل ثواب دینے کا ایک بہانہ ہے وگرنہ یہ تقدیر خداوندی ہے کہ دین کے کام تو ہو کر رہنے ہیں۔

جب ہم یہ کام نہیں کرتے تھے تب یہ سب کام ہوا کرتے تھے اور اپنے وقت کے لحاظ سے بہت خوبصورت رنگ میں ہوئے۔ **جب ہم نہیں ہوں گے تب بھی یہ کام ہوں گے اور یقیناً یقیناً پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ کر خوبصورت انداز میں ہوں گے۔** لیکن ایسا نہ ہو کہ خدا کے دربار میں جب اس کا کام کرنے والوں کی فہرست پیش ہو تو خادموں اور نوکروں کی اس فہرست میں ہمارا نام نہ ہو۔

اور جب خدا کے ہاں کسی کا نام نہ ہو تو پھر وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ نہ دنیا کا نہ دین کا۔ نہ اِس جہان کا نہ اُس جہان کا۔ اس لئے آگے آئیں۔ جو فرائض آپ کے سپرد ہوئے ہیں خدا کا شکر کرتے ہوئے' ان کو اپنی سر آنکھوں پر رکھیں۔ اپنے اس عہد کو پورا کر کے دکھا دیں کہ ..... **وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔** اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام ۔ خاکسار آپ کا بھائی

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

کلام الامام

عقل خود اندھی ہے......

حضرت بانئی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"میں جداً و قطعاً کہتا ہوں کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کی پیروی میں صرف ایک نقصان نہیں۔ بلکہ یہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اس سے پیدا ہوتی ہیں...... خداوند کریم نے جیسا ہر ایک چیز کا باہم جوڑ باندھ دیا ہے۔ ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے۔ اس حکیم مطلق کا عام طور پر یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے۔ کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑے سے الگ ہے۔ تب تک اس کے جوہر چھپے رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات نفع کی جگہ ضرر ہوتا ہے۔ ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علم دین میں اس کے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہیں یعنی وہ جوڑ...... الہام اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ورنہ اپنے جوڑ کے بغیر ڈائن ہو کر ملتی ہے۔ سارا گھر نگلنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ سارا شہر سنسان ویران کرنا چاہتی ہے۔ پر جب جوڑ میسر آگیا۔ تب تو چشم بد دور کیا ہی پاک صورت اور پاک سیرت ہے۔ جس گھر میں رہے مالا مال کر دے۔ جس کے پاس جائے۔ اس کی سب نحوستیں اتار دے۔ تم آپ ہی سوچو کیا جوڑ کے بغیر کوئی چیز اکیلی کس کام کی؟ پھر تم کیوں یہ ادھوری عقل اس قدر ناز سے لئے پھرتے ہو۔ کیا یہ وہی نہیں جس کے سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہیں؟ مجھے بتایئے تو سہی کہ آپ کا جی کسی پر بھر ما گیا۔ یہ کہاں کی پری آگئی جس کو دل دے بیٹھے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ اس نے تم سے پہلے کتنوں کا لہو پیا۔ کتنوں کو گمراہی کے کنوئیں میں دھکیل کر مارا۔ تم جیسے کئی یاروں کو کھا چکی۔ صدہا لاشیں ٹھکانے لگا چکی۔ بھلا تم نے اس اکیلی عقل کے ذریعے سے کونسی ایسی دینی صداقتیں پیدا کی ہیں۔ جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہیں۔ زیادہ نہیں دو چار ہی دکھاؤ۔......"

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 169، 170 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

تم نمازوں کو سنوارو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"سنو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اسکی نواہی سے بچے رہو اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقع ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک دو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع و خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 177-176 طبع جدید)

توبہ ایک موت ہے

"ہاں توبہ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ انسان زبان سے توبہ توبہ کہہ لیوے۔ بلکہ ایک شخص تائب اس وقت کہا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ حالت پر سچے دل سے نادم ہو کر آئندہ کیلئے وعدہ کرتا ہے۔ کہ پھر یہ کام نہ کرے گا۔ اور اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے۔ اور جن شہوات عادات وغیرہ کا وہ عادی ہوتا ہے ان کو چھوڑتا ہے اور تمام یار دوست گلی کوچے اسے ترک کرنے پڑتے ہیں۔ کہ جن کا معاصی کی حالت میں اس سے تعلق تھا گو یہ توبہ ایک موت ہے۔ جو وہ اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔ جب وہ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ گناہ کے ارتکاب میں ایک حصہ قضاء و قدر کا ہے کہ بعض اندرونی اعضاء اور قویٰ کی ساخت اس قسم کی ہوتی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو۔ پس اس لئے ضروری تھا۔ کہ ارتکاب معاصی میں سے جس قدر حصہ قضاو قدر کا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ رعایت دیوے اور اس بندے کی توجہ قبول کرے اور اسی لئے اس کا نام تواب ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 426 طبع جدید)

صحبت صادقین

"نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے۔

کونوا مع الصادقین (التوبۃ 119)

یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ ان کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ جو مذاہب تفرقہ پسند کرتے ہیں اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔"

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 101 طبع جدید)

(مظفر احمد شہزاد۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا

نماز...... نماز......اور نماز

اقتباسات از خطبات حضور انور

(مکرم لقمان احمد صاحب کشور۔ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ (82ء ربوہ) سے قبل ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اس لئے میں ایک دفعہ پھر جماعت کو اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ گھروں میں خاص طور پر اس بات کا چرچا ہونا چاہئے اور ابھی سے یہ عزائم ہونے چاہئیں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ نمازوں کے اوقات میں گھروں کو خالی کر دیں گے اور (بیوت الذکر) کو بھرا کریں گے۔ اس سلسلہ میں انتظامیہ بھی مدد کر سکتی ہے۔ ہر محلے کی انتظامیہ اپنے محلے کے ہر گھر کو ایسا چارٹ مہیا کرے جس کو گھر والے دیوار پر آویزاں کر سکیں اور اس چارٹ پر ان قریبی (بیوت الذکر) کے اوقات صلوٰۃ لکھے ہوں تاکہ ہر وقت اہل خانہ کو یاد دہانی ہوتی رہے۔

پھر یہ بھی لکھا ہو کہ آپ کی (بیت الذکر) اسقدر فاصلے پر ہے اگر آپ نماز سے دس پندرہ منٹ پہلے اپنے مہمانوں کو توجہ دلا دیں اور کھانے کے اوقات ایسے رکھیں جو نماز کے اوقات میں مخل نہ ہوں تو یہ ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور بہت بڑی سعادت ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ 17 دسمبر 1982ء بمقام بیت اقصیٰ ربوہ

بحوالہ الفضل 14 مارچ 1983)

تین باتیں

"تین باتیں جن کی میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں ایک یہ کہ جلسہ سالانہ کے دوران عبادت پر خاص زور دیں۔ دوسرے جلسہ گاہ میں حاضری کا خیال رکھیں۔ تیسرے خدا کی خاطر ان دنوں میں زرق کی پروانہ کرتے ہوئے جلسہ کے اوقات میں اپنی دکانیں بند رکھیں۔ ہمارا جلسہ سالانہ ایک عظیم الشان اجتماع ہے۔

اس کے نہایت ہی پاکیزہ اور بلند اور عظیم الشان مقاصد ہیں ان کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اپنی تمنائیں کچلی جاتی ہیں تو کچلی جائیں اپنے مفادات مرتے ہیں تو مرنے دیں ان کی پروانہ کریں۔"

(خطبہ جمعہ 10 دسمبر 1982ء (بیت) اقصیٰ ربوہ

بحوالہ الفضل 18 دسمبر 1982ء)

چنانچہ قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔

خذوا زینتکم عندکل مسجد (اعراف ۳۲)

کہ دیکھو جب (بیوت۔ نا قل) میں جاؤ تو اپنی زینت ساتھ لے کر جایا کرو۔

زینت سے کیا مراد ہے؟ دنیا کی زینت مراد نہیں وہ ثانوی معنی ہیں مراد یہ ہے کہ تقویٰ کا لباس پہن کر جایا کرو۔ محض للہ (بیت الذکر) کی طرف سفر کیا کرو۔ ہر

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

مشعل راہ

کوئی جائز کام اور پیشہ ذلیل نہیں

(مکرم عدنان احمد صاحب طاہر۔ ربوہ)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"جب تک ہم یہ احساس نہ مٹا دیں کہ بعض کام ذلیل ہیں اور ان کو کرنا ہتک ہے یا یہ کہ ہاتھ سے کما کر کھانا ذلت ہے اسوقت تک ہم دنیا سے غلامی کو نہیں مٹا سکتے۔ لوہار، بڑھئی، دھوبی، نائی غرضیکہ کسی کا کام ذلیل نہیں یہ سارے کام دراصل لوگ خود کرتے ہیں۔ ہر شخص تزئین کرتا ہے اپنی داڑھی مونچھوں کی صفائی کرتا ہے۔ یہی حجام کا کام ہے۔

بچہ پیشاب کر دے تو امیر غریب ہر ایک اسے دھوتا ہے جو دھوبی کا کام ہے۔ تو یہ سب کام انسان کسی نہ کسی رنگ میں خود کرتا ہے۔ مگر اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ لگے۔ اور خود بھی محسوس نہ کرے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ ایسے رنگ میں کرے کہ وہ سمجھتا ہو کہ گو یہ کام برا سمجھا جاتا ہے مگر دراصل برا نہیں اور اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہر انسان اپنی طہارت کرتا ہے۔ یہ کیا ہے یہی چوہڑوں والا کام، نہ کرے، لوگ اسے پاگل سمجھتے۔ اور اس سے زیادہ غلیظ اور کوئی نہیں ہوتا۔ تو جب تک ایسے تمام کام کرنے کی عادت نہ ہو ان کے کرنے والوں کی اصلاح بری لگتی ہے۔ جیسے یہاں چوہڑوں کی اصلاح پر بعض لوگوں کو گھبراہٹ ہوئی تھی۔ حالانکہ مکہ اور مدینہ میں کوئی چوہڑے نہ ہوتے تھے۔ آخر وہاں گذارا ہوتا ہی تھا۔

........بہر حال کسی جماعت کا یہ خیال کرنا کہ اس کے بعض افراد گندے ہیں اور بعض اچھے ہیں۔ ایسا ذلیل خیال ہے کہ اس سے زیادہ ذلیل اور نہیں ہو سکتا اگر واقعی کسی کے اندر گندے ہے تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ لیکن گروہ اچھے ہیں تو ان سے نفرت کرنا اپنے اوپر اور اپنی قوم کے اوپر ظلم ہے۔

چونکہ اپنے اپنے طور پر ہاتھ سے کام کرنے کی نگرانی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں نے تحریک کی تھی کہ قومی طور پر یہ کام کیا جائے اور سڑکیں بنائی اور نالیاں درست کی جائیں تا نگرانی ہو سکے اور دوسروں کو بھی تحریک ہو۔ اس کے سوا بھی اس میں کئی فائدے ہیں۔ مثلاً

> **وقار عمل کی تحریک کا قومی اقتصادیات پر خوشگوار اثر۔**

جس قوم میں یہ عادت پیدا ہو جائے اس کی اقتصادی حالت اچھی ہو جائے گی۔ اس سے سوال کی عادت دور ہو جائیگی۔ اس کے افراد میں سستی نہیں پیدا ہوگی۔ پھر جن لوگوں کی اقتصادی حالت اچھی ہوگی وہ چندے بھی زیادہ دے سکیں گے۔ بچوں کو تعلیم دلا سکیں گے اور اس طرح ان کی اخلاقی حالت درست ہوگی۔ تو اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں مگر سب سے اہم امر یہ ہے کہ اس سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے اور دنیا سے غلامی مٹتی ہے جب تک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو ہاتھ سے کام کرنے کی عادت نہیں وہ کوشش کریں گے کہ ایسے لوگ دنیا میں موجود رہیں جو ان کی خدمت کرتے رہیں۔ اور دنیا ترقی نہ کرے۔ میری غرض یہ ہے کہ اس کام کو نہایت اہمیت دی جائے اور پورے اہتمام سے شروع کیا جائے۔ ...."

(مشعل راہ صفحہ 150-151)

مقالہ خصوصی　　**قسط نمبر 1**

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے

براہین احمدیہ اور نواب صدیق حسن خان

بانئ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک روشن نشان

(مقالہ نگار۔ عاصم جمالی)

جب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو اس کی ایک جلد حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے نواب صدیق خان صاحب کو بھی بھیجی...... نواب صدیق حسن خان صاحب کا ایک نمایاں علمی مقام و مرتبہ تھا، وہ متعدد کتب کے مترجم و مصنف تھے......اور والیہٗ بھوپال نواب شاہجہان بیگم کے شوہر ہونے کی وجہ سے اب وہ نواب کہلانے یا سمجھنے بھی لگے...... یہی غرور تھا یا کوئی حسد تھا جس کی بناء پر انہوں نے یہ کتاب پھاڑ کر واپس بھیج دی...... اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظاہر ہے کہ دُکھ ہوا......اور خدا کے بندوں کو جب دُکھ ہو تو خدا آسمان پر کیسے خاموش رہ سکتا ہے۔ مَنْ عَادَ لِی وَلِیاً فَقَدْ اٰذَنْتُه للحربِ
حضور کی زبان سے بے اختیار نکلا...... "اچھا تم گورنمنٹ کو خوش کرلو"۔ خدا کے اس ولی اور محبوب کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئے اور ایک نشان بن گئے......اس کی تفصیلات سے بھرپور تحقیقی مقالہ مکرم و محترم عاصم جمالی نے لکھا ہے...... آپ کا نام قارئین کے لئے نیا نہیں ہے سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں آپ کے تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں...... ادارہ محترم موصوف کا مشکور ہے...... چند ماہ قبل مقالہ نگار عارضہ قلب کی بناء پر صاحبِ فراش بھی رہے...... دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (مدیر خالد)

بھوپال ہندوستان کے صوبہ مدھیہ پردیش کا صدر مقام ہے۔ حیدر آباد کے بعد سب سے اہم مسلم ریاست تھی۔ سن ۱۷۲۸ء میں سلطان دوست محمد خان ملازمت کی تلاش میں دہلی گیا۔ شہنشاہ دہلی بہادر شاہ اول سے اپنی خدمات کے صلے میں براسیہ کا پرگنہ پٹے پر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد ایک بڑے علاقے پر قدم جمالئے۔ شہر بھوپال (فتح گڑھ) کی بنیاد رکھنے کے بعد مغلوں کی مرکزی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے اپنی نوابی کا آغاز کر دیا۔ اس کے بعد فیض محمد خان جانشین بنا۔ پھر حیات محمد خان جانشین بنا۔ اس کے بعد وزیر محمد خان جانشین بنا۔ وزیر محمد خان کے بعد نذر محمد خان اس کا جانشین ہوا۔ اس نے ۱۸۱۶ء میں انگریزوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے انگریزوں نے ذمہ لیا کہ ریاست بھوپال کا علاقہ اس کے اور اس کی اولاد کے لئے محفوظ رہے گا۔ اس کے صلے میں ریاست کی فوج پنڈاریوں کے استیصال میں انگریزوں کی مدد کرے گی۔

سن ۱۸۲۰ء میں نذر محمد خان کے انتقال کے بعد اس کی بیوی قدسیہ بیگم نے اپنی نابالغ بیٹی سکندر بیگم کے نگران کی حیثیت سے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ پچیس سال بعد سکندر بیگم باقاعدہ طور پر مسند پر جانشین ہوئی اور اس سے ایک طویل اور نام آور سلسلہ بھوپال کی بیگموں کا چلا جو اس وقت جا کر ختم ہوا جب سلطان جہاں بیگم نے ۱۹۲۶ء میں ریاست سے دست بردار ہو کر اپنے بیٹے حمید اللہ خان کو اپنی جگہ مسند نشین کر دیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھوپال مرکزی حکومت (انڈیا) کے تحت چلتا رہا۔ ۱۹۴۹ء میں اسے بھارت میں مدغم کر دیا گیا۔(۱)

بیگمات بھوپال میں سے تیسری مسند نشین نواب شاہجہاں بیگم تھیں۔ آپ ۳۰ جولائی ۱۸۳۸ء کو بھوپال سے نو کوس دور قلعہ اسلام نگر میں پیدا ہوئیں آپ کے والد کا نام نواب جہانگیر محمد خان تھا۔ اور والدہ نواب سکندر بیگم تھیں جو بھوپال کی مسند نشین بیگموں میں سے پہلی بیگم تھیں۔ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن حکیم یاد کر لیا تھا۔ آپ کو عربی و فارسی اور اردو پر خاصا عبور حاصل تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں آپ کی شادی بخشی باقی محمد خان سے ہوئی۔ ۱۲۸۵ھ میں آپ اپنی والدہ سکندر بیگم کے بعد والیہ ریاست بھوپال بن گئیں۔ ۳۹ برس کی عمر میں بخشی باقی محمد خان کا انتقال ہو گیا۔ بخشی باقی محمد خان سے ایک لڑکی نواب سلطان جہاں بیگم ہوئیں۔ جو ۱۹۰۱ء میں آپ کے انتقال کے بعد مسند نشین ہوئیں۔ موصوفہ کو شعر گوئی سے بھی شغف تھا پہلے شیریں تخلص تھا بعد میں تاجور تخلص کیا۔ آپ کے کلام کو تاج الکلام اور دیوان شیریں میں جمع کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ تصنیفات کے نام تاج الاقبال، خزینہ الغات، تہذیب النسواں اور تنظیمات شاہجہانیہ ہیں۔ آپ گھر کی مسجد میں خود جماعت کراتی تھیں، جمعہ بھی محل کی مسجد میں ادا کرتی تھیں لیکن عید کے لئے عید گاہ تشریف لے جایا کرتی تھیں۔(۲)

نواب شاہ جہاں بیگم کی دوسری شادی کرنل عامسن پولیٹیکل ایجینٹ اور جنرل میڈ کے مشورہ سے ۱۸۷۱ء میں لارڈ میو گورنر جنرل ہند سے اجازت کے بعد مولوی نواب صدیق حسن خان قنوجی سے ہوئی تاکہ شوہر ریاست کے کاموں میں مدد دے سکے۔ نواب شاہ جہاں بیگم کو اس رشتہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔(۳)

نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کی سرکار انگریزی کی خدمات کے سلسلہ میں مولوی صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ موصوفہ نے ہنگامہ فوج کشی کابل میں مستعدی اپنے واسطے مدد سرکار انگریزی کے فوج ومال سے ظاہر کی اور سال حال میں جبکہ مہم مصر در پیش آئی طرح طرح کی دل سوزی اور اعانت ظاہر فرمائی یہانتک کہ جب سرکار نے اعرابی پاشا کو شکست دی اور ملک مصر پھر توفیق پاشا خدیو مصر پر مسلم ہوا تو اس کی خوشی میں اتواپ قلعہ فتح گڑھ سے سر کین اور خریطہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اسی طرح ہر موقع میں باتفاق نامہ نگار سب سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا جس کا شکریہ ذریعہ تحریر سر رشتہ و تار ہائے برقی مکرر سہ کرر طرف سے جناب وائسرائے کشور ہند کے معرض اظہار میں آیا اور یہ کارروائی موجب کمال خوش حکام عالی مقام ہوئی۔(۴)

بر صغیر میں سرکار انگریزی کی بالعموم معاونت کے نتیجہ میں عیسائی مناد اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ اسلام پر حملہ آور تھے۔ آریوں کے جدید فرقہ نے ان کو مدد دی وہ ایک دوسری طرف سے حملہ آور ہوئے۔ برہمنوں نے مسئلہ وحی اور نبوت کا انکار کیا۔ اس پر مستزاد مسلمانوں کے اندر سے سر سید کی تحریک مذہبی طور پر مضر ثابت ہوئی۔ ان اعتراضات کی تردید اور اسلام پر اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے بلکہ تائیدات سماوی اور شواہد آسمانی کے ذریعے صداقت اسلام ظاہر کرنے کے عزم نے جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی کو براہین احمدیہ کی تصنیف کے لئے مستعد کیا۔ اس وقت کے مذہبی لیڈروں میں حضرت مرزا

صاحب کا نام تک بھی نہ آتا تھا کہ یکا یک ایسی ہوا چلی کہ ان مضامین نے جو اس سے قبل اخبار منشور محمدی بنگلور برادر ہند لاہور اور نور افشاں، سفیر ہند وغیرہ میں نکل چکے تھے نے مذہبی میدان میں ایک نئی حرکت پیدا کر دی اور تمام لوگوں کی توجہ کو بدل دیا اور جب پنڈت دیانند اور دوسرے آریہ مناظر اس میدان میں نہ ٹھہر سکے تو حضرت مرزا صاحب کی شخصیت غیر معمولی نظر آنے لگی۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت کے اظہار و اعلان کو زندگی اور موت کا سوال بنا دیا۔ چنانچہ آپ نے براہین احمدیہ کی اشاعت کا ارادہ اس نہج پر کیا کہ اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا جو اس شخص کا حق ہوگا جو دلائل مندرجہ براہین احمدیہ کے پانچویں حصے تک توڑ کر دکھاوے یا پانچویں حصہ کے برابر اس قسم کے دلائل اپنی کتاب سے پیش کرے......

چنانہ آپ نے ۱۶ مئی ۱۸۷۹ء بمطابق ۵ جمادی الاول ۱۲۹۶ء کے اخبار منشور محمدی رسالہ اشاعت السنہ (ایڈیٹر مولوی محمد حسین بٹالوی) اپریل ۱۸۷۹ء اور سفیر ہند میں اس کے بارے میں اشتہارات چھپوائے۔ (۵)

غالباً ان اشتہاروں کے پیش نظر نواب شاہجہاں بیگم صاحب بالقابہ فرمان فرمائے بھوپال نے خریداری کا وعدہ فرمایا۔ حضرت اقدسؑ جناب مرزا صاحب نے آپ کا ذکر براہین احمدیہ حصہ اول میں ایک چوکھٹے میں نمبر اول پر کیا ہے اسی طرح اسی کتاب میں جناب مرزا صاحب نے آپ کے متعلق لکھا کہ "توجہ خاص جناب نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کرون آف انڈیا رینس دلا ور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند رئیسہ بھوپال دام اقبالھا کی قابل قدر بے انتہاء شکر گزاری ہے کہ جنہوں نے عادات فاضلہ ہمدردی مخلوق اللہ کے تقاضا سے خریداری کتب کا وعدہ فرمایا اور مجھ کو توقع ہے کہ حضرت مفتخرا یہا تائید اس کام بزرگ میں کہ جس میں صداقت اور شان و شوکت خاتم الانبیاء ﷺ کی ظاہر ہوتی ہے اور دلائل حقیقت اسلام کی مثل روز روشن کے جلوہ گر ہوتی ہیں اور بندگان الٰہی کو غایت کا درجہ فائدہ پہنچتا ہے کامل توجہ فرماویں گی۔" (۴)

ریاست بھوپال سے نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ کے علاوہ براہین احمدیہ حصہ اوّل میں خریداری کتب کا وعدہ ان اصحاب نے بھی کیا۔

جناب نواب نظیر الدولہ بہادر بھوپال اور

جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال

ان اصحاب میں اوّل الذکر نے مبلغ صہ بابت خریداری رقم عنایت کی آپ کا ذکر براہین احمدیہ اول صفحہ نمبر ۱۲ پر ہے۔ (موصوف کے حالات کے لئے ناچیز نے مضمون "تذکرہ براہین احمدیہ کے خریداروں کا" مطبوعہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ فروری ۱۹۹۸ء میں لکھا ہے) لیکن جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال کی اعانت کا ذکر کہیں نہیں ہے اور نہ ہی ان کے نام سے تادم تحریر معلومات مل سکیں ہیں۔ اس دوران نواب صدیق حسن خان شوہر نواب شاہ جہاں بیگم کی حضرت اقدس سے خط و کتابت دربارہ خریداری براہین احمدیہ ہوئی مگر نواب صاحب کے سیاسی اور گستاخانہ جواب سے جس میں انہوں نے براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس کر دیا تھا یہ سلسلہ خط و کتابت رک گیا۔

اسی طرح جو وعدہ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال نے فرمایا تھا وہ بھی نواب صدیق حسن خان صاحب کے سلسلہ خط و کتابت میں ختم ہو گیا۔ (۷)

پیشتر اس کے کہ ہم نواب صدیق حسن خان کے سلسلہ خط و کتابت کے عواقب پر نظر ڈالیں بے جانہ ہوگا کہ نواب صاحب کے بارے میں کچھ تحریر کر دیا جائے۔ نواب صاحب کے بارے میں لکھنے سے پہلے اس سلسلہ خط و کتابت کی تقریب پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

براہین احمدیہ حصہ سوم میں حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"شاید تین سال کے قریب عرصہ گزرا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب کیلئے دعا کی کہ لوگ اس کی مدد کی طرف متوجہ ہوں تب الہام ہوا "بالفعل نہیں" پھر اسی کے مطابق لوگوں کی طرف سے عدم توجہی رہی ۔۔۔ لوگوں کی عدم توجہی سے طرح طرح کی دقتیں پیش آئیں اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن قریب مغرب کے خداوند کریم نے یہ الہام کیا۔ هز اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباجنيا سو میں نے سمجھ لیا کہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اس حصہ کتاب کیلئے سرمایہ جمع ہوگا......اس ہفتہ میں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب کو بھی اسی الہام سے اطلاع دی گئی ...... اس الہام کے بعد میں نے حسب الارشاد حضرت احدیت کسی قدر تحریک کی تو تحریک کرنے کے بعد لاہور۔ پشاور۔ راولپنڈی ۔ کوٹلہ مالیر اور چند دوسرے مقاموں سے جس قدر اور جہاں سے خدا نے چاہا اس حصہ کیلئے جو چھپتا تھا۔ مدد پہنچ گئی والحمد للہ علی ذلک "(۸)

مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مرزا صاحب کو اس طریق مدد کے لئے ایک عرصہ پہلے توجہ دلا چکے تھے لیکن ایسے لگتا ہے کہ آپ اس کے لئے اشارہ غیبی کے منتظر تھے۔ اس پر جو آپ نے تحریک کی تو آپ کے الفاظ میں "جس قدر اور جہاں سے خدا نے چاہا مدد پہنچ گئی۔"

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے اخبار اشاعۃ السنہ میں ان الفاظ میں رؤساء اسلام کی طرف مراجعت کی تحریک کی تھی جن میں سے پہلا نام نواب والا جاہ امیر الملک مولوی محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر امیر ریاست بھوپال کا تھا۔

"براہین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق میں بہت کچھ ترغیب دے چکے ہیں۔ جس سے مسلمانان حامیان اسلام کے متاثر ہوئے کی قوی امید ہے۔ اب ہم اس کتاب کے مولف مرزا غلام احمد صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہیں وہ یہ کہ مرزا صاحب اس باب میں ان اعیان و روساء اسلام کی طرف مراجعت کریں جن میں اکثر ایسے اہل وسعت میں کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب توجہ کریں تو صرف اپنی ہمت سے بلا اشتراک غیر کتاب چھپوا سکتے ہیں۔ آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے۔ جس کی عظمت شان ہے۔ الھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لمامنعت حکایت ہے ان حضرات کے نام نامی یہ ہیں......۔"(۹)

پہلے نمبر پر نواب صاحب کا ہی نام ہے پھر نواب محمود علی خان صاحب بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر۔ نواب محمد ابراہیم علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اور جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کے نام ہیں۔ ان تمام حضرات کی طرف "سے جیسا

'جس قدر خدا نے چاہا مدد آئی 'سوائے نواب صدیق حسن خان آف بھوپال کی طرف سے۔ نواب صاحب کے روپے کا ذکر حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں نواب صاحب کا نام لئے بغیر ان الفاظ میں کیا ہے۔ مگر ایسے رنگ میں کہ کنایہ صراحت سے بڑھ گیا ہے۔

"دینی ہمدردی بجز مسلمانوں کے ہر ایک قوم کے امراء میں پائی جاتی ہے۔ ہاں اسلامی امیروں میں ایسے لوگ بہت ہی کم پائے جائینگے کہ جن کو اپنے سچے اور پاک دین کا ایک ذرہ خیال ہو۔ کچھ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت میں کہ جو بہت پارسا طبع اور متقی اور فضائل علمیہ سے متصف اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت خبر رکھتے ہیں کتاب براہین احمدیہ کی اعانت کے لئے لکھا تھا سو اگر نواب صاحب ممدوح اس کا جواب یہ لکھتے ہیں کہ ہماری رائے میں کتاب ایسی عمدہ نہیں جس کے لئے کچھ مدد کی کچھ جائے افسوس نہ تھا۔ مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہ لکھا کہ پندرہ بیس کتابیں ضرور خریدیں گے اور پھر دوبارہ یاددہانی پر یہ جواب آیا کہ دینی مباحثات کی کتابوں کا خریدنا یا ان میں مدد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے اسلئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی کچھ امید نہ رکھیں۔

سو ہم بھی نواب صاحب کو امید گاہ نہیں بناتے بلکہ امید گاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے۔ (خدا کرے گورنمنٹ نواب صاحب پر بہت راضی رہے) لیکن ہم بادب تمام عرض کرتے ہیں کہ ایسے ایسے خیالات میں گورنمنٹ کی ہجو ملیح ہے۔ گورنمنٹ کا یہ اصول نہیں کہ کسی قوم کو اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے سے روکے یا دینی کتابوں کی اعانت کرنے سے منع کرے۔ ہاں اگر کوئی مضمون مخل امن یا مخالفت انتظام سلطنت ہو تو اس میں گورنمنٹ مداخلت کرے گی ورنہ اپنے اپنے مذہب کی ترقی کے لئے وسائل جائزہ کو استعمال میں لانا ہر ایک قوم کو گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہے۔"(۱۰)

نواب صاحب نے محولہ بالا خط میں جو منشاء گورنمنٹ کا بہانہ تراشا ہے وہ ان کی اپنی تحریروں سے بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

"کوئی مذہب کیوں نہ ہو فرماں روایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔..... دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً و حدیثاً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسی جگہ مجرد تہمت وافتراء پر کاروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ آزادی مذہب جاری کئے اور ماسوائے باغیان دولت انگلشیہ کے فقط

مذہب زید و عمر پر کبھی مواخذہ نہیں کیا اور
لائق حال ہر سلطنت کے بھی یہی ہے کہ
جس جگہ فتنہ اٹھے اس کے نزدیک اسباب
بغاوت پائے جاویں اور اس کی کوشش فساد
میں ملاحظہ نہ ہو خواہ وہ وہابی عرفی ہو یا نہ
اس سے ضرور باز پرس کی
جاوے......... "(۱۱)

یہ منشاء گورنمنٹ کا بہانہ تو ان کی اپنی مدافعانہ تحریر سے بھی غلط ثابت ہوتا ہے البتہ جو انہوں نے قرب قیامت کی احادیث سے استدلال کیا ہے وہ اس طرز عمل سے خود انہیں مورد الزام ٹھہراتا ہے۔

مثلاً یہی کہ فتنے ظاہر ہوں گے بُخل ڈالا
جائے گا......... یہ سب علامات آج دنیا
میں بخوبی موجود ہیں فتنوں کی کثرت اس
قدر ہے کہ کوئی ملک خالی نہیں بلکہ کوئی
گھر اور کتابیں تو ہر علم کی ہزاروں نظر آتی
ہیں مگر عالموں کا اتا پتا نہیں ہزار میں اگر
کوئی ایک حرف شناس لغت دینی ہے تو
اس کو توفیق عمل نہیں بخل کا یہ حال ہے
کہ آپ تو کیا جُود سخا کریں گے دوسرے کی
سخاوت پر چلتے ہیں۔ آج کل سوال و
چندے سے بہت کام کاج نکلتے ہیں گرہ
سے ایک کوڑی خرچ کرنا مصیبت کا سامنا
ہے۔ "(۱۲)

اور یہ دونوں امور نواب صاحب پر صادق آتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر یہ نواب صاحب کا اپنے بخل ہی کا بیان ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی نواب صاحب کی شخصیت کا ایک اور پہلو بھی ہے جسے وہ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں:۔

"میرا اکثر مال علوم کتاب و سنت کی
اشاعت میں صرف ہوا ہے۔ میں نے ہر
کتاب کو ایک ہزار طبع کرا کے قریب و بعید
کے تمام ممالک میں تقسیم کیا ہے۔ اگرچہ
ان پر ہزاروں روپے صرف ہوئے تاہم
کبھی کسی سے کتاب کی قیمت وصول نہیں
کی۔ میری اولاد نے بھی بعض کتب و
رسائل کو تصنیف کیا ہے۔ ان کتب کا
ذخیرہ اس قدر ہو گیا ہے کہ اب آئندہ مجھے
یا میری اولاد کو کوئی کتاب تالیف کرنے کی
ضرورت نہیں ہے اور پھر اب زمانہ بھی
ایسا آگیا ہے کہ گھروں میں خلوت نشین ہو
کر سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنا فرض
ہے۔ "(۱۳)

جس بخل کا نواب صدیق حسن خان صاحب ذکر کرتے ہیں اس کے بارے میں حضرت اقدس کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو

"یہ فکر کہ اس قدر روپیہ کیونکر میسر آوے گا سو اس
سے تو ہمارے دوست ہم کو مت ڈراویں اور یقین کر
کے سمجھیں جو ہم کو اپنے خدائے قادر مطلق اور اپنے
مولی کریم پر اس سے زیادہ تر بھروسہ ہے کہ جو ممسک
اور خسیس لوگوں کو اپنی دولت کے ان
صندوقوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جن کی تالی ہر وقت ان
کی جیب میں رہتی ہے سو وہی قادر توانا اپنے دین اور اپنی
واحدانیت اور اپنے بندہ کی حمایت کیلئے آپ مدد کرے گا
الم تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر۔
پناہم آں توانیست ھر آن ز بخل ناتوانانم متر سان (۱۴)

حضرت اقدس نے اسی قسم کے واقعات کی وجہ سے ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو میر عباس علی صاحب ایک مکتوب میں ایسے لوگوں کے پاس اشاعت براہین کے لئے جانے سے روک دیا جن کے نفس غرور اور استکبار سے بھرے ہوئے ہیں اور فرمایا کہ :-

"آپ اس طریق کو ترک کر دیں اگر کسی دنیادار مالدار کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہیں اور آزادی سے کہیں اور صرف ایکبار پر کفایت رکھیں.......... اور مناسب ہے کہ آپ یہ سلسلہ غریب مسلمانوں میں جاری رکھیں دوسرے لوگوں کا خیال چھوڑ دیں۔" (۱۵)

حضرت اقدس مرزا صاحب نے نواب صدیق حسن خان کے بارے میں کیا ہی عمدہ حالات اور امور کا تذکرہ یعنی موصوف بہت پارسا طبع، متقی، فضائل علمیہ سے متصف، قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت باخبر الفاظ میں کیا ہے۔ ہم بھی ان ہی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں موصوف کے ذاتی حالات درج کر کے خط و کتابت کے نتیجے میں رونما ہونے والے انجام کا ذکر بعد میں کرتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان ۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بمقام بریلی یوپی میں پیدا ہوئے آپ کے والد نواب سید اولاد حسن (جو شیعہ مذہب پر قائم تھے) دیگر اساتذہ کے علاوہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی اکتساب علم کیا تھا۔ پھر شعیت ترک کی اور سید احمد بریلوی شہید کی بیعت کی تھی اور دادا نواب سید اولاد علی ریاست حیدر آباد دکن میں جاگیرداری کے علاوہ انوار جنگ کے نام سے سرفراز تھے۔

ابتدائی تعلیم محلے کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد فرخ آباد چلے گئے وہاں مختلف اساتذہ سے متداول درس کتابیں پڑھیں پھر کانپور جاکر مولوی محمد محب اللہ پانی پتی سے تحصیل علم کیا۔ ۱۲۶۹ھ میں دہلی میں صدر الافاضل مفتی صدر الدین کی خدمت میں حاضر رہ کر تقریباً پونے دو برس منقول و معقول پڑھ کر علوم رسمیہ سے فارغ ہوئے۔ اسی طرح حدیث و اجازہ حدیث کے لئے بھی جلیل القدر علمائے حدیث کی طرف رجوع کیا۔ (۱۴)

اکیس برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر دہلی اپنے وطن قنوج واپس پہنچے۔ گھر میں معاشی حالات بڑے غیر تسلی بخش تھے۔ آپ کے والد کے ایک مرید محمدی نامی نواڑباف جو کہ عطاری کا بھی پیشہ کرتا تھا وہی بھوپال کے سفر کا باعث بنا۔ (۱۷) کرایہ کے مکان میں رہنے لگے۔ چندروز بعد ایک درخواست مدار المہام منشی مولانا محمد جمال الدین کی خدمت میں بھی پیش کی۔ مولانا علی عباس چڑیا کوٹی جو ان دنوں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے کی مساعی سے ملازمت مل گئی جو ۳۰ روپیہ ماہوار مشاہرہ پر تھی۔ کچھ مدت بعد حسن کارکردگی پر خلعت کے ساتھ عہدہ دبیر پر تقرر ہوا مگر اسی دوران علامہ چڑیا کوٹی (مولانا عباس علی) سے مسئلہ حقہ کشی پر بحث ہو گئی۔ اگرچہ اس کے عادی نہ تھے مگر میلان لباحت کی طرف اور مولانا عباس علی چڑیا کوٹی مائل الی التحریم تھے۔ یہ مباحثہ باہمی چشمک کا سبب ہو کر باعث معزولی ہوا۔ (۱۸)

شاید یہی واقعہ آپ کی مناظرہ و مباحثہ سے نفرت کا باعث ہوا چنانچہ آپ لکھتے ہیں

"ابتدائے طالب علمی سے اب تک عمر کی پچپن بہاریں دیکھ چکا ہوں۔ اس عرصہ میں میں نے کبھی کسی طالب علم، عالم یا درویش سے مناظرہ، مباحثہ، مجادلہ یا مکابر نہیں کیا اور نہ کسی معین شخص کی ردوقدح میں کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ (۱۹)

مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواری کا بیان اس امر کی تردید کر رہا

ہے۔ پھلواری موحوم ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے رسالہ ثقافت (بعد میں جس کا نام معارف رکھا گیا) کے ایڈیٹر تھے آپ کی کتابوں میں سے "اسلام اور موسیقی" وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ کی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے بالخصوص خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع پر خط و کتابت تھی۔ جسے موصوف سے لے کر ناچیز نے نقل بھی کیا تھا اور اس کا تصدیق نامہ ان خطوط کے متعلق بھی میرے پاس موجود ہے۔

پھلواری صاحب اپنے مضمون حرفے از داستان میں لکھتے ہیں۔

"مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے جانشین مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی نے بیان کیا کہ نواب صاحب (نواب صدیق حسن خان) کی علم دوستی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مولانا عبدالحیٰؒ فرنگی محلی سے ساری عمر نواب صاحب کا قلمی مناظرہ ہوتا رہا۔ لیکن جب مولانا کی رحلت کی خبر ملی تو نواب صاحب کہنے لگے کہ:۔

"آج ہمارا علم مردہ ہو گیا"

اسی وقت تمام دفاتر کو بند کرنے کا حکم جاری کر دیا اور تعزیت کے لئے خود فرنگی محل تشریف لائے۔ (۲۰)

سیدہ گوہر جہاں بیگم پھلواروی صاحب کی زوجہ تھیں جو نواب صاحب صدیق حسن خان کی پر نواسی اور سید احمد صاحب بریلوی کی خواہر زادی تھیں۔ (۲۱) پھلواری صاحب سمن آباد لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ موصوف کی وفات کے بعد ان کے گھر کے لوگ ملتان میں کہیں چلے گئے۔ پھلواری صاحب سے مجھے تین چار دفعہ انکی رہائش گاہ پر ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خان کی ایک کتاب رد شیعت پر اردو زبان میں ہے جس کا نام "کشف الالتباس عما وسوس بہ الخناس"

(۲۲) کتاب مذکور کی اشاعت میں نواب صاحب کا ذاتی عناد درج ذیل واقعہ سے مترشح ہے نواب صاحب لکھتے ہیں۔

"میں تیس سال کامل سے متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال کا ہوں اور ہمیشہ معزز و مکرم رہا۔ کبھی نسبت اس ریاست یا اس کے متوسلین کے نہیں سنا گیا کہ کسی نے مجھ کو یا بیگم صاحبہ مرحومہ یا رئیسہ معظمہ حال کو یہ لفظ کہا ہو کہ ان میں کوئی وہابی ہے جب سے مقدمہ قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا چھ سال سے پیش ہوا تو بعض نو دولتیوں نمک حلالوں شیعہ مذہب کے جو ظاہر میں سنی بنے کہیں ان کے ملا زمان فتنہ انگیز واقعہ طلب سے مل کر یہ تہمت نسبت ریاست اور نسبت میرے لگائی اور حکام تک پہنچوائی کہ اسلئے ضرور ہو کہ اس تہمت سے چند سال پیشتر مفہوم بھی اسی مضمون کا کسی دشمن ریاست کے خیال میں نہ تھا جو کچھ میں نے بابت مذہب وہابیہ اپنی کتاب میں لکھا ہے۔............" (۲۳)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ارباب علم و فضل مولفہ حاجی محمد ادریس بھوجانی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳ (تلخیص) ناشر مکتبہ رحمانیہ نزد لطیف ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ

۲۔ تہذیب النسواں مصنفہ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ صفحہ ۹ تا ۱۳ (تلخیص) (ماخوذ حیات شاہجہان متعلقہ نواب سلطان جہاں بیگم) مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور ۱۹۷۰ء (بار دوم)

۳۔ "ابقاالمنن بالقاء المحن" خود نوشت نواب صدیق حسن صفحہ ۲۲۳، صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ دارالدعوۃ السلفیہ شش محل روڈ لاہور (دسمبر ۱۹۸۶ء) اس کتاب کو تسہیل، تنقیح و تصحیح و نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔) اصل کتاب میسر نہیں ہو سکی اور نہ ہی مآثرِ صدیقی مصنفہ نواب علی حسن خان جو نواب صدیق خان پر موصوف کے صاحبزادہ کے لکھے ہوئے سوانح ہیں۔

۴۔ ترجمان وہابیہ صفحہ ۴۱ "تصنیف نواب والا جاہ سید محمد صدیق حسن خان مرحوم مغفور در مطبع محمدی واقع لاہور طبع گرویہ۔ ۱۳۱۲ ھجریہ

۵۔ حیات احمد جلد اول صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی مطبوعہ راست گفتار پریس ہال بازار امرتسر

۶۔ براہین احمدیہ صفحہ ۳، ۴ مولفہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود و مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر پنجاب (۱۸۸۲)

۷۔ "حیات احمد۔" مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ ۴۰۶

۸۔ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱ مولفہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر پنجاب ۱۸۸۳

۹۔ ماہنامہ "اشاعت السنہ" جلد نمبر ۲ نمبر نہم و دہم بابت ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء صفحہ ۳ بحوالہ "اصحاب احمد" حصہ دوم مصنفہ ملک صلاح الدین ایم اے قادیان بار اول اگست ۱۹۵۲ء

۱۰۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۲۰ مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۸۸۴ء۔

ترجمان وہابیہ صفحہ ۳ مصنفہ نواب صدیق حسن خان در مطبع محمدی واقع لاہور گروید ۱۳۱۲

۱۲۔ ایضاً صفحہ ۶۶ تا ۶۷

۱۳۔ "ابقا المنن بالقاء المحن" خود نوشت نواب صدیق حسن خان صفحہ ۷۵

۱۴۔ "براہین احمدیہ" حصہ دوم صفحہ ۷۰ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر پنجاب ۱۸۸۰ء

۱۵۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

۱۶۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۱۰۳

۱۷۔ "ابقاالمنن بالقاء المحن" صفحہ ۱۲ مصنفہ نواب صدیق حسن خان

۱۸۔ تراجم علمائے حدیث ہند، صفحہ ۲۸۲ جلد اول مولفہ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مطبوعہ اہلدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی

۱۹۔ "ابقاالمنن بالقاء المحن" صفحہ ۶۷ مصنفہ نواب صدیق حسن خان

۲۰۔ "ابقاالمنن بالقاء المحن" حصہ دوم صفحہ ۳۳۹ مضمون حرفے از داستان (نواب صدیق حسن خان) از مولانا سید محمد جعفری شاہ پھلواری

۲۱۔ ایضاً صفحہ ۳۳۶

۲۲۔ تراجم علمائے حدیث ہند، جلد اول صفحہ ۳۱۰ مولفہ امام خان نوشہروی

۲۳۔ ترجمان وہابیہ "صفحہ ۹۔۱۰ مصنفہ نواب صدیق حسن خان

مطالعہ کتب حضرت اقدس مسیح موعود

(مہتمم تعلیم۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم راہنما اور ہدایت کی طرف بلانے والا امام عطا فرمایا ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود نے دنیا کی راہنمائی کے لئے جو عظیم الشان علمی جہاد فرمایا وہ آج آپ کی کتابوں اور ملفوظات کی شکل میں ہمارے لئے محفوظ ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود نے مختلف جگہوں پر ان خزائن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے ان تحریرات میں سے کچھ پیش ہے۔

دعوت الی اللہ کا ایک بہترین ذریعہ

"کتابوں کو شائع کرنا چاہئے تاکہ (دعوت الی اللہ۔ ناقل) ہو دیکھا جاتا ہے کہ دہلی کے پرے بہت کم لوگوں کو ہمارے دعاوی کی خبر ہے۔ اس کا انتظام یوں ہونا چاہئے کہ ایک لمبا سفر کیا جاوے اور اس میں یہ تمام کتب جو کہ بہت سا ذخیرہ پڑا ہوا ہے تقسیم کی جاویں تاکہ (دعوت الی اللہ۔ ناقل) ہو۔

(ملفوظات جلد ششم۔ صفحہ 38)

کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھیں!

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 8)

نیز فرمایا۔

"وہ شخص جو ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی)

ہلاکت سے بچیں

"اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی <u>تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا</u>۔ اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ کبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔"

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 403)

ایک ضروری نصیحت

"وہ لوگ جو اشاعت اور (دعوت الی اللہ۔ ناقل) کے واسطے باہر جاویں وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ ہو اور سمجھانے کچھ اور لگ جائیں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعوے سے آگاہ کریں اور خود کبھی ہماری کتابوں کو پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے تحریف ہوا کرتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 442-441)

قلمی لڑائیاں

"اب قلمی لڑائیوں کا وقت ہے اور چونکہ ہم قلمی لڑائیوں کے لئے آئے ہیں اس لئے بجائے لوہے کی تلوار کے لوہے کی قلمیں ہمیں ملی ہیں اور نیز کتابوں کے چھاپنے اور دور دراز ملکوں تک ان تالیفات کے شائع کرنے کے ایسے سہل اور آسان ذرائع میسر آگئے ہیں کہ گزشتہ زمانوں میں سے کسی زمانے میں ان کی نظیر نہیں پائی جاتی...... ایسا ہی وہ تالیفات جن کا دور دراز ملکوں میں پہنچانا مدت ہائے دراز کا کام تھا وہ تھوڑے ہی دنوں ہم دنیا کے کناروں تک پہنچا سکتے ہیں اور اپنی حجت بالغہ سے تمام قوموں کو مطلع کر سکتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 93)

معارف کے موتی!

"بعض بباعث نابینائی اور نہایت کم توجہی کے دین اور دینی کتابوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور حقائق اور معارف کے موتیوں کو کوڑیوں کے مول پر بھی لینا نہیں چاہتے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 335)

مطالعہ کتب نہ کرنے والے

"ہماری جماعت میں بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے اور بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر خلاف واقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 206)

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

"میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ 267)

بقیہ از صفحہ ٦

قدم پر دعائیں کرتے ہوئے جاؤ۔ توفیق مانگتے ہوئے جاؤ کہ خدا تعالیٰ (بیت الذکر) سے تمہیں نیکی عطا کرے، ریاکاری سے بچائے عبادت کے حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔"

(خطبہ جمعہ 30 جولائی 1982ء (بیت الذکر) مارٹن روڈ کراچی بحوالہ الفضل 8 ستمبر 1982)

خدا کی خاطر مال خرچ کرنے کے متعلق

"اس جذبے والے غلام آج بھی موجود ہیں۔ اور دین (حق۔ ناقل) کی خاطر جماعت کو جب بھی ضرورت پڑے گی، وہ سب کچھ پیش کر دیں گے مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ خدا کے کام نہ رکے ہیں اور نہ رکیں گے اور ان مخلصین کی تعداد انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتی چلی جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ 23 جولائی 1982

الفضل مورخہ 28 اگست 1982ء)

اردو ادب سے انتخاب

تبدیلی

مسٹر اینڈرسن کچھ دن سے ہم پر مہربان تھے ہم ان کے مشیر خاص تھے۔ مطلب یہ کہ اہم مسئلے پر وہ ہم سے مشورہ لیتے اور ہمیشہ اس کے خلاف عمل کر کے کامیاب ہوتے۔ کچھ عرصہ سے ہم محسوس کر رہے تھے کہ ہر چند ہماری تنخواہ میں ایک پیسے کا بھی اضافہ نہیں ہوا لیکن جب سے ہم چیف اکاؤنٹنٹ، سیکرٹری اور انسپکٹر آف برانچز کے عہدوں پر بیک وقت فائز ہوئے ہیں تو ہماری "امیج" میں ایک خوش گوار تبدیلی آئی ہے۔ ہمارا مطلب ہے کہ اس تنخواہ میں ڈالڈا چھوڑ کر اب اصل گھی کے نام پر دھوکا کھانا شروع کر دیا تھا۔ لباس اور اس کے لوازمات سے بھی نخوت جھلکتی تھی۔ یعنی ٹائی کی گرہ اب پھولی ہوئی ہوتی تھی۔ اب ایسے موزے بھی نہیں پہنتے تھے جن میں ایسے سوراخ ہوں جن میں سے گردن نکال کر انگوٹھا آزادی کا سانس لے سکے۔

(مشتاق احمد یوسفی کی کتاب "زرگزشت" سے انتخاب)

غزل

آنکھ سے دور سہی دل سے کہاں جائے گا
جانے والے تو ہمیں یاد بہت آئے گا
خواب سا دیکھا ہے تعبیر نہ جانے کیا ہو
زندگی بھر کوئی اب خواب ہی دوہرائے گا
ٹوٹ جائیں نہ کہیں پیار کے نازک رشتے
وقت ظالم ہے ہر ایک موڑ پہ ٹکرائے گا

(جناب عبید اللہ علیم)

"شاہراہ اعظم"

قرطبہ اور اشبیلیہ کی عظیم الشان سلطنتیں کسی دشمن کی قوت نے ہمارے ہاتھ سے نہیں چھینیں، انہیں ہم نے خود کھویا ہے۔ ہماری ترقی اور افلاح کا راز اس شاہراہ عظیم پر چلنے میں تھا جو ہمیں محمد مصطفیٰ نے دکھائی تھی۔ اس شاہراہ پر چلتے ہوئے ہو عرب کے ریگزاروں سے نکل کر ہسپانیہ کے مرغزاروں تک آ پہنچے۔ اسی شاہراہ پر چلتے ہوئے ہم نے قیصر اور کسریٰ کے تاج پاؤں تلے روند ڈالے۔ یہ شاہراہ ہمیں افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں اور کوہ البرز کی برفانی چوٹیوں تک لے گئی۔

ہمارا تنزل اس وقت شروع ہوا جب ہم یہ شاہراہ چھوڑ چکے تھے۔ اسلام نے ہمارے لئے قدرت کا انعامات کا دروازہ کھولا تھا لیکن ہم نے اپنے ہاتھوں سے رحمت کا یہ دروازہ بند کر دیا۔ اسلام نے ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا تھا لیکن ہم خانہ جنگیوں میں مبتلا ہو گئے اسلام نے ہمیں ایک ہونے کی تعلیم دی تھی لیکن ہم جماعتوں اور فرقوں میں بٹ گئے۔

(نسیم حجازی کے ناول "شاہین" سے اقتباس)

حساب کے چار قاعدے

حساب کے چار قاعدے ہیں...... جمع، تفریق، ضرب، تقسیم

جمع: جمع کے قاعدے پر عمل کرنا آسان نہیں خصوصاً مہنگائی کے دنوں میں سب کچھ خرچ ہو جاتا ہے، کچھ جمع نہیں ہو پاتا۔ جمع کا قاعدہ مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہے۔ عام لوگوں کے لئے 1+1=1/2 کیوں کہ انکم ٹیکس والے لے جاتے ہیں۔ رشوت کے قاعدے سے حاصل جمع بہتر ہو جاتا ہے۔ قاعدہ وہ ہی اچھا جس

میں حاصل جمع زیادہ سے زیادہ آئے بشرطیکہ پولیس مانع نہ ہو۔ ایک قاعدہ زبانی جمع خرچ کا ہوتا ہے جو ملک کے مسائل حل کرنے کے کام آتا ہے۔ آزمودہ ہے۔

تفریق: میں سندھی ہوں، تو سندھی نہیں، میں پنجابی ہوں، تو پنجابی نہیں، میں بنگالی ہوں، تو بنگالی نہیں، میں (......) ہوں، تو (......) نہیں، اسے تفریق کا قاعدہ کہتے ہیں۔

ضرب: ضرب کی تین قسمیں ہیں، پتھر کی ضرب، لاٹھی کی ضرب، بندوق کی ضرب، علامہ اقبال کی "ضربِ کلیم" ان کے علاوہ ہے۔

تقسیم: یہ حساب کا بڑا ضروری قاعدہ ہے، سب سے زیادہ جھگڑے اسی پر ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے بانٹنا۔

چوروں کا آپس میں مال بانٹنا، اہل کاروں کا آپس میں رشوت بانٹنا، حقوق اپنے پاس رکھنا، فرائض دوسروں میں بانٹنا، روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھنا، قناعت کی پرچار دوسروں میں بانٹنا سب تقسیم کے قاعدے میں آتے ہیں۔

(ابن انشاء کی "اردو کی آخری کتاب" سے اقتباس)

غزل

کچھ یادگار شہر ستم گر ہی لے چلیں
آئے ہیں اس گلی میں تو پتھر ہی لے چلیں

یوں کس طرح کٹے گا کڑی دھوپ کا سفر
سر پر خیال یار کی چادر ہی لے چلیں

رنج سفر کی کوئی نشانی ہو تو پاس ہو
تھوڑی سی خاک کوچۂ دلبر ہی لے چلیں

یہ کہہ کے چھیڑتی ہے ہمیں دل گرفتگی
گھبرا گئے ہیں آپ تو باہر ہی لے چلیں

اس شہر بے چراغ میں جائے گی تو کہاں
آ اے شب فراق تجھے گھر ہی لے چلیں

(دیوان ناصر کاظمی سے انتخاب)

غور و فکر

میرا ایمان ہے کہ قدرت کے کارخانے میں کوئی شے بے کار نہیں۔ انسان غور و فکر کی عادت ڈالے (یا محض عادت ہی ڈال لے) تو ہر بری چیز میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور نکل آتی ہے۔ مثال کے طور پر حقہ کو لیجئے۔ معتبر بزرگوں سے سنا ہے کہ حقہ پینے سے تفکرات پاس نہیں پھٹکتے، بلکہ میں تو یہ عرض کروں گا کہ اگر تمباکو خراب ہو تو تفکرات پر کیا موقوف ہے کوئی بھی پاس نہیں پھٹکتا۔ اب دیگر ملکی اشیائے خورد و نوش پر نظر ڈالیے۔ مرچیں کھانے کا ایک آسانی سے سمجھ آنے والا فائدہ یہ ہے کہ ان سے ہمارے مشرقی کھانوں کا اصل رنگ اور مزہ دب جاتا ہے۔ خمیرہ گاؤزبان اس لئے کھاتے ہیں کہ بغیر راشن کارڈ کے شکر حاصل کرنے کا یہی ایک جائز طریقہ ہے۔ جوشاندہ اس لئے گوارا ہے کہ اس سے نہ صرف ایک ملکی صنعت کو فروغ ہوتا ہے بلکہ نفس امارہ کو مارنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ شلغم اس لئے زہر مار کرتے ہیں کہ ان میں وٹامن ہوتا ہے لیکن جدید طبی ریسرچ نے ثابت کر دیا ہے کہ کافی میں سوائے کافی کے کچھ نہیں ہوتا۔ اہل ذوق کے نزدیک یہی اس کی خوبی ہے۔

(مشتاق احمد یوسفی کی "چراغ تلے" سے)

غزل

شہر میں کیا حال ہے پوچھو خبر
آسماں کیوں لال ہے پوچھو خبر

کیوں ہے آخر اس گلی میں ازدھام
راہ میں اس شہسوار ناز کی

کس کا دل پامال ہے پوچھو خبر
یہ جو سناٹا ہے سارے شہر میں

کیا نیا جنجال ہے پوچھو خبر

(جون ایلیا)

دوسری قسط

اللہ سود کو مٹاتا ہے......

سود

سود کے تباہ کن نقصانات اور ان کا حل

(مقالہ نگار مکرم چوہدری رشید الدین صاحب۔ مربی سلسلہ)

تجارتی سود

سود کی حرمت کے بارہ میں اسلام کے احکام واضح ہیں لیکن موجودہ زمانہ کہ بعض علماء نے جو کہ مغربی تہذیب سے متاثر ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ سو کے بغیر صنعت و حرفت کی راہ میں ناقابل عبور دشواریاں پیش آئیں گی اور کوئی کاروبار اس کے بغیر چل نہیں سکے گا اور بغیر سود کے معاشی ترقی ناممکن ہو جائے گی سود کی مختلف اقسام کو بنیاد بنا کر اس کا جواز نکالنے کی کوششیں کی ہیں۔

سود پر جو رقم قرض لی جاتی ہے وہ دو مقاصد کے لئے لی جاتی ہے ایک تو ذاتی اور حرفی اغراض کے لئے یعنی ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے لئے اور دوسرے پیداواری مقاصد کے لئے۔ پیداواری مقاصد کے لئے جو قرض لیا جائے اس پر سود کو تجارتی سود یا کمرشل انٹرسٹ کہتے ہیں چنانچہ ایک طبقہ جس کے پیش رو سر سید احمد خان تھے کہتا ہے کہ ربوٰ سے مراد سے صرف وہ سودہ ہے جو کہ اس رقم پر لیا جائے جو ذاتی اغراض اور صرفی مقاصد کے لئے لی گئی ہو۔ اور پیداواری اغراض کے لئے حاصل کئے گئے قرض پر جو زائد رقم (یعنی کمرشل انٹرسٹ) وصول کیا جائے وہ ربوٰ نہیں بلکہ جائز اور حلال ہے اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جس زمانہ میں رسول کریم ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت تجارتی سود مفقود تھا۔ کمرشل انٹرسٹ اور بینک وغیرہ بعد کی چیزیں ہیں۔ اس وقت لوگ نفع آور کاموں کے لئے سود پر رقمیں قرض نہیں لیا کرتے تھے بلکہ صرف صرفی مقاصد کے لئے قرض لیتے تھے اس لئے قرآن کریم میں ربوٰ سے مراد وہ سود ہے جو صرفی مقاصد کے لئے لی گئی قرض رقم پر وصول کیا جائے تجارتی سود مراد نہیں۔ اس دعویٰ کی تائید میں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک حاجتمند سے جس کو ضرویات زندگی کے لئے قرض لینے کی ضرورت پڑتی ہے سود لینا شقاوت قلبی ہے لیکن تجارتی سود میں یہ الزام وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ تجارت کے لئے قرض لینے والے مفلس و نادار نہیں ہوتے وہ قرض نفع کمانے کے لئے لیتے ہیں اور شرح سود سے کئی گنا زیادہ نفع کماتے ہیں۔

حالانکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ عرب ہمیشہ ایک تجارت پیشہ قوم رہے ہیں اور اسلام کی بعثت کے وقت سود کا بہت زیادہ رواج تھا اس لئے یہ دعویٰ کرنا کہ وہ تجارتی مقاصد کے لئے اور پیداواری اغراض کے لئے قرض نہیں لیتے تھے۔ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے اور تاریخ سے ثابت نہیں۔ اس کے برعکس ایسے شواہد موجود ہیں کہ اس زمانہ میں عرب تجارتی اغراض کے لئے بھی قرض لیتے تھے۔

(دیکھیں: بخاری کتاب فرض الخمس......)

(Shorter Encyclopeadia of Islam۔۲

بحوالہ تجارتی سود تاریخی اور فقہی نقطہ نظر سے از فضل الرحمن صفحہ 17 تا 24)

دوسرے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں چونکہ سود کی یہ قسم نہ تھی اس لئے قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے اتارا ہے اس میں تمام زمانوں کی ضروریات کا حل موجود ہے۔ پھر قرآن کریم میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ سود حرام ہے اور یہ جائز ہے بلکہ مطلق سود کی ممانعت ہے پس سود کی جو بھی شکل ہو وہ منع ہے۔ خواہ وہ اس زمانہ میں رائج ہو یا نہ ہو خواہ وہ تجارتی سود ہو یا کوئی اور' جو چیز بھی ربو کی تعریف میں آجائے وہ ممنوع ہے۔ اس لئے تجارتی سود بھی ناجائز ہو گا کیونکہ اس پر سود کی تعریف منطبق آجاتی ہے یعنی اس میں زیادتی بلا عوض پائی جاتی ہے۔

منفرد اور مرکب سود

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جو ربو منع ہے وہ سود در سود ہے یعنی سود مرکب۔ مفرد سود نہیں کیونکہ قرآن شریف میں خداوند کریم فرماتا ہے یایہا الذین امنوا لا تاکلو الربو اضعافاً مضاعفة کہ سود بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں سود بڑھا چڑھا کر لینے سے یعنی سود مرکب سے منع کیا گیا ہے اس لئے مفرد سود جائز ہے یہ اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی ان اللہ لایحب من کان خوانا اثیما سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خیانت کرنے والے اور بہت گناہ گار کو پسند نہیں کرتا تھوڑی خیانت کرنے والے اور تھوڑے گناہ گار کو پسند کرتا ہے (نعوذباللہ) عربی کا یہ قاعدہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ بات پر زور دینے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ پس اس آیت میں سود سے بہت روکا گیا ہے۔ دوسرے اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عام طور پر اس طرح بڑھا چڑھا کر لوگ سود کھاتے ہیں اور تم اے ایمان دارو اسے نہ کھاؤ۔ تیسرے اس آیت کریم کا ایک ترجمہ یہ ہے کہ سود جو کہ مال کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے مت کھاؤ پھر قرآن کریم کی دوسری آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر قسم کا سود حرام ہے چنانچہ ایک جگہ آتا ہے احل اللہ البیع و حرم الربوا کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے کوئی تخصیص نہیں کی کہ یہ سود جائز ہے اور یہ ممنوع ہے پس دونوں ہی قسم کا سود ممنوع ہے۔

اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ سود لیا کیوں جاتا ہے اور جو لوگ سود لیتے ہیں وہ اس کے حق میں کیا دلائل پیش کرتے ہیں اور کس بناء پر اسے جائز قرار دیتے ہیں (وین حق) نے کس بناء پر اسے منع کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سود خوروں کے پاس اس کے حق میں کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے ہر زمانہ کے عقلمند لوگوں نے اس مخالفت کی ہے۔ چنانچہ 15 مئی 1935ء کو انگلستان کی میکمیلن کمیٹی میں مسٹر آرتھر کینٹن نے کہا:۔

> "میں سود کی ہر قسم کا مخالف ہوں۔ ابتدائے آفرینش سے یہ دنیا کے لئے لعنت بنا ہوا ہے۔ اس نے متعدد سلطنتوں کو تباہ کیا ہے اور موجود سلطنت کو بھی تباہ کر کے رہے گا۔ کوئی ایک اخلاقی اور مذہبی معلم ایسا نہیں جس نے سود کی مذمت نہ کی ہو۔"

(میکمیلن کمیٹی رپورٹ شائع کردہ حکومت برطانیہ جلد سوم صفحہ 315 بحوالہ اسلام اور سود از ڈاکٹر انور اقبال قریشی)

تاہم سود کے حق میں جو بڑے بڑے دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ سرمایہ محنت کر کے حاصل کیا جاتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ سرمایہ قرض لینے کے لئے سرمایہ کو اس کی محنت کا معاوضہ دیا جائے۔

۲۔ سرمایہ پیدا آور ہے اس کے بغیر کوئی کاروبار نہیں ہو سکتا جب سرمایا کے ساتھ کوئی کاروبار شروع کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہے تو اس نفع میں سرمایہ کا بھی حصہ ہوتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس

منافع میں سے کچھ حصہ سرمایہ دار کو دیا جائے۔

۳۔ قرض دینے والا اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کو قربانی کرتا ہے اور ایک مدت تک رقم کی واپسی کا انتظار کرتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس قربانی اور انتظار کا کچھ معاوضہ دیا جائے۔

۴۔ لوگ نقد رقم اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس امانت رکھیں یا ادھار دیں اس لئے ان سے قرض لینے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے کوئی کشش (Attraction) پیدا کی جائے اور انہیں کچھ رقم زائد دینے کا وعدہ کیا جائے۔

۵۔ مختلف لوگوں کو قرض دینے کے لئے حساب کتاب رکھنا پڑتا ہے اور بینکوں کو اس کے لئے ملازمین رکھنے پڑتے ہیں اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے سود ضروری ہے۔

۶۔ بعض اوقات قرض کی واپسی اور وصولی کے لئے بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے اور بہت کوفت اور دردسر ہوتی ہے کئی مرتبہ رقم ہی ضائع ہو جاتی ہے اس پریشانی اور خطرہ کا کچھ معاوضہ ہونا چاہئے۔

۷۔ انسان سرمایہ سے تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کر سکتا ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں ایک مدت تک اس نفع کمانے سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے اسے کچھ رقم بطور معاوضہ ملنی ضروری ہے۔

ان کے یہ دلائل بظاہر معقول معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان میں کوئی خاص وزن نہیں ہے۔ چنانچہ سود کے حق میں جو دلائے گئے ہیں ذیل میں ان پر غور کرتے ہیں:۔

۱۔ پہلی بات یہ کہی جاتی ہے کہ سرمایہ محنت کرکے حاصل کیا جاتا ہے اور سود اس محنت کا معاوضہ ہے۔ اول تو رقم بعض اوقات بغیر محنت کے بھی مل جاتی ہے مثلاً وراثت وغیرہ کے ذریعے۔ دوسرے اس کے حصول کے لئے جب محنت کی جاتی ہے تو محنت کرنے والے کو اس کا معاوضہ سرمایہ کی صورت میں مل جاتا ہے اب رقم قرض دینے سے کوئی مزید محنت نہیں کرنی پڑتی کہ وہ اس کا معاوضہ طلب کرے۔ اس لئے سود کا کوئی جواز نہیں۔

۲۔ دوسری دلیل یہ تھی کہ سرمایہ پیدا آور ہے اس کے ذریعہ نفع کمایا جاسکتا ہے اور اس نفع کا کچھ حصہ سرمایہ کے مالک کو ملنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ سرمایہ پیدا آور ہے لیکن ہر صورت میں نہیں بلکہ محنت کے ساتھ مل کر پیدا آور بنتا ہے۔ محنت کے بغیر خالی سرمایہ کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے خالی سرمایہ کا کچھ معاوضہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرض کریں کہ ایک شخص قرض لے کر کوئی کاروبار شروع کرتا ہے اور اس میں اسے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہوتا ہے اور راس المال بھی ضائع ہو جاتا ہے اب اس کاروبار میں جو محنت اس نے کی وہ رائیگاں جاتی ہے اس کی کوئی اجرت نہیں ملتی بلکہ نقصان ہوتا ہے لیکن اسے یہ رقم کچھ اضافہ کے ساتھ سرمایہ دار کو واپس کرنی پڑتی ہے۔ یہ انصاف نہیں کہ محنت کا تو کوئی معاوضہ نہ ملے اور وہ ضائع ہو جائے لیکن سرمایہ دار کی رقم محفوظ رہے بلکہ وہ مفت میں اپنی رقم پر نفع بھی حاصل کرلے۔ پس جہاں محنت کا معاوضہ مقرر نہیں ہے وہاں سرمایہ کا بھی معاوضہ مقرر نہیں کیا جاسکتا (اور سرمایہ کا معاوضہ مقرر کرنا ہی سود ہے) اگر کوئی شخص سرمایہ سے منافع حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ نفع و نقصان کی ذمہ داری لے۔ تیسرے بعض دفعہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے بھی قرض لیا جاتا ہے اس صورت میں تو کوئی نفع حاصل کرنے کا سوال ہی نہیں ہے اس لئے اس پر سود وصول کرنا زیادتی ہے۔

۳۔ تیسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرض دینے والا اپنی ضروریات کو پس پشت ڈالتا اور قربانی کرتا ہے۔ لیکن اول تو جو لوگ قرض دیتے ہیں وہ عموماً پہلے ہی سرمایہ دار اور امیر ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات سے زائد رقم بطور قرض دیتے ہیں اور اس کے لئے انہیں کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی لیکن اگر کسی قدر انتظار یا قربانی بھی انہیں

کرنی پڑے تو وہ اس سے کسی زائد رقم یا نفع کے مستحق نہیں بن سکتے کیونکہ سرمایہ سے نفع حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس ساتھ محنت شامل ہو یا اسے خطرہ میں ڈالا جائے اور نفع و نقصان دونوں صورتوں میں سرمایہ دار اس کا برابر کا حصہ دار ہو لیکن سود کے معاملہ میں یہ بات نہیں ہے اس لئے صرف انتظار یا ضرورت کو پس پشت ڈال دینے کی کوئی اجرت نہیں ہے کیونکہ دنیا میں انتظار سے کبھی سرمایہ نہیں بڑھتا۔

۴۔ پھر اس کے حق میں ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ لوگ اپنے پاس زر نقد رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور ان سے رقم حاصل کرنے کے لئے انہیں کوئی کشش (Arraction) دلانی چاہئے۔ اس دلیل سے بھی سود کا جواز پیدا نہیں ہوتا کیونکہ زر تو خواہ سرمایہ دار کے پاس نقدی کی صورت میں پڑا رہے یا کسی دوسرے کے پاس وہ اتنا ہی رہے گا اس لئے اس پر کوئی زائد رقم (یعنی سود) دینے کا کیا سوال ہے۔ پھر ایک اور بات یہ ہے کہ (دین حق) نے قرض دینے میں ایک خاص Attraction پیدا کر دی ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۵۔ ایک اور دلیل یہ تھی کہ قرض دینے کے لئے بنکوں کو حساب کتاب اور ملازمین رکھنے پڑتے ہیں اور ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے سود لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بنک یا ادارہ حساب کتاب اور ملازمین کے اخراجات کے لئے کچھ معاوضہ لینا چاہئے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں شخصوں سے معاوضہ لے۔ رقم جمع کروانے والے سے بھی اور قرض لینے والے سے بھی۔ کیونکہ حساب تو اسے دونوں کا رکھنا پڑتا ہے لیکن کوئی بنک ایسا نہیں کرتا کہ رقم جمع کروانے سے کچھ اجرت لے۔ اس لئے قرض لینے والے سے بھی نہیں لینے چاہئے۔ ویسے حساب وغیرہ رکھنے کی مناسب اجرت لی جا سکتی ہے اور یہ سود نہیں کہلائے گی کیونکہ یہ ایک خدمت اور کام کرنے کی وجہ سے لی جائے گی۔

۶۔ یہ کہا جاتا ہے کہ قرض کی وصولی میں بڑی درد سر اور مشکلات ہوتی ہیں اور بعض اوقات رقم واپس نہیں ملتی اور ضائع ہو جاتی ہے اس درد سری کا معاوضہ سود ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ حکومت لوگوں کے مال اور جانوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے اسلئے اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لیتا ہے تو وہ اسے واپس کریگا اگر وہ واپس نہیں کرتا تو حکومت یہ رقم مالک کو دلوانے کی ذمہ دار ہے بہر حال قانونی طور پر رقم محفوظ ہوتی ہے اسلئے خطرہ وغیرہ کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔

۷۔ آخری دلیل یہ تھی کہ انسان سرمایہ سے تجارت وغیرہ کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں ایک مدت تک وہ نفع سے محروم ہو گیا۔ اس لئے سرمایہ دار کو اس محرومی کا معاوضہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے خالی وقت کوئی چیز نہیں اور کچھ وقت تک سرمایہ پڑا رہنے سے اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا اس میں اضافہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے تجارت وغیرہ میں لگایا جائے اور نفع کے علاوہ نقصان کا خطرہ بھی مول لیا جائے یا سرمایہ کیساتھ محنت بھی شامل کی جائے لیکن قرض دینے کی صورت میں نہ گھاٹا پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس ساتھ محنت شامل ہوتی ہے اس لئے وہ کسی رقم یا سود وغیرہ کا مستحق نہیں۔

سود کے فوائد اور نقصانات

(دین حق) کسی چیز کی خوبیوں اور خامیوں دونوں کو دیکھتا ہے اور ہمیں یہ اصول بتاتا ہے کہ جس چیز میں نقصان زیادہ ہو اور نفع کم ہو تو اسے ترک کر دینا چاہئے۔ اس اصول کے مطابق اگر ہم دیکھیں تو سود کے کچھ فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی لیکن اس کے نقصانات بے شمار اور تباہ کن ہیں اسی لئے (دین حق) نے اس سے منع فرمایا ہے۔

باقی آئندہ شمارے میں

نام نہاد علمی اور ادبی رسالوں کے زہر کا

تریاق

ہمارے مرکزی رسائل

(سید مبشر احمد ایاز۔ مہتمم اشاعت و مدیر خالد)

کسی بھی بک سٹال پر کھڑے ہوں تو کتابوں کے علاوہ رسالوں اور ڈائجسٹوں کی ایک لمبی قطار نظر آئے گی کوئی ماہانہ ہے کوئی پندرہ روزہ اور کوئی ہفت روزہ ____ اور اکثریت ان کی ہو گی کہ جن کے ٹائیٹل پیج پر کسی فلمی اداکارہ یا ماڈل گرل کی تصویر ہو گی اور رسالے کا اندر فلموں، ناولوں، افسانوں اور معصوم ذہنوں کو گمراہ کرنے کے لئے خدا جانے کن کن کہانیوں کا انتخاب ملے گا ____ اور ایسے رسالے ایک دو نہیں بلا مبالغہ درجنوں کے حساب سے نظر آئیں گے۔ قیمتیں ہیں کہ تیس روپے کا، کوئی چالیس روپے کا اور کوئی پچاس روپے کا اور کوئی سو روپے یا اس سے بھی مہنگا اور ایک بک سٹال پر تو Imported یعنی درآمد شدہ رسالوں کی ورائٹی دیکھ کر حیرانی ہوئی قیمت آٹھ سو اور پانچسو اور گیارہ سو روپے۔ اپنے ملک کا زہر کم تھا جو باہر سے منگوا لیا ____ اور اصل حیرت یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ بکتا ہے۔ لوگ خریدتے ہیں اور ____ ظاہر ہے کہ پڑھتے بھی ہیں ____ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پڑھ کر ان کی اخلاقی اور روحانی حالت کا ستیاناس کس طرح ہوتا ہے ____ معصوم اور سادہ اور بھولے بھالے ذہنوں کو کس طرح خراب کیا جاتا ہو گا۔ بہت کم ایسے رسالے ہوتے ہیں جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ علمی (یا ایسے رسالے ہیں جو اخلاقی ترقی میں بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔)

اب انہیں شہروں میں، انہیں علاقوں میں ہمارے نوجوان بچے اور بچیاں بھی تو ہیں ____ وہ بھی اسی ماحول میں رہ رہے ہیں۔ وہ بھی یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اکثر خود نہیں پڑھتے تو ان کے عزیز، دوست ایسے رسالے اور ڈائجسٹ پڑھتے ہوں گے۔

تو کیا کبھی ____ ہم نے سوچا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے۔ کس طرح ان زہریلے مواد سے اپنی اولادوں کو، اپنے بہن بھائیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اب کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے یا ریت میں سر چھپا کر تو بچنا ممکن نہیں ہے ____ ہمیں اس صورتِ حال کا مقابلہ تو کرنا ہے ناں ____ اپنے بچوں کے ہاتھ میں کوئی کتاب کوئی رسالہ تو

پکڑانا ہے۔

لیکن سمجھ دار والدین' جو اپنے بچوں کی نیک تربیت کے خواہاں ہوں ___ جو یہ چاہتے ہوں کہ ہمارا بچہ اپنے علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ نیک اثر بھی لے' اس کے اندر ہمارے اسلاف بزرگوں کی سی روحانیت آئے ___ صحابہ کا سا ایمان اور جرأت پیدا ہو ___ وہ بااخلاق اور باکردار بنے' اس کے ہیرو کسی فٹ بال' کرکٹ یا فلمی دنیا کے منچلے نہ ہوں ___ بلکہ ان کی جگہ خالد بن ولید' عمرو بن العاص' طارق بن زیاد' ٹیپو سلطان اس کے ہیرو ہوں۔ بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ :۔

___ آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی ان کا آئیڈیل ہو۔

اگر ہم اپنے بچوں میں ایسے کردار کی تعمیر اور ایسی سوچ کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کسی بھی بک اسٹال پر کھڑے ہو کر رسالے کی تلاش کرنا ___ کوئلوں سے موتی تلاش کرنا ہوگا۔

سوائے ہاتھوں کی سیاہی کے شاید ہی کچھ ملے جو ہمارے حقیقی مقاصد کو پورا کرے۔

ممکن ہے کہ کسی عزیز کو میری اس تحریر سے اتفاق نہ ہو کہ میں نہایت مبالغہ کر رہا ہوں ___ اور اس کے نزدیک متعدد ایسے رسالے ہیں جو ہمارے مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں ___ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ کوئی نہ کوئی اچھی بات تو ہر رسالے میں ہی شاید مل جائے لیکن بات تو یہ ہو رہی ہے کہ کیا ہم اپنے بچوں کے ہاتھ میں' ان ناتجربہ کار معصوم نوجوان بچوں اور بچیوں کے ہاتھوں میں کوئی بھی رسالہ دے کر مطمئن ہو سکتے ہیں ؟

اور کیا وہ ہماری ان امنگوں کی تکمیل کر سکتا ہے جو ہم آج کے ان بچوں سے لگائے ہوئے ہیں جو کل کو راہنما بنیں گے۔

تو یقیناً ایسا بہت مشکل ہے ___ بالکل ایسے جیسے میں یہ کہوں کہ کونسا ایسا ٹی وی چینل ہے جہاں بے دھڑک ہو کر آپ خود بھی بیٹھ سکتے ہیں اور سب بچوں کو کہہ سکتے ہیں کہ بچو آؤ بڑے شوق سے یہ ٹی وی دیکھا کرو اور خوب' دن رات دیکھو ___ ہماری تو خواہش ہے کہ تمہارا اکثر وقت اس ٹی وی چینل کو دیکھتے میں گزرے۔

تو کونسا چینل ہوگا ؟ کوئی بھی نہیں ___ بڑا صاف سے صاف چینل ڈھونڈ لیں' کوئی نہ کوئی ایسا گند ضرور ہوگا جو ہمارے بچوں ___ ایک احمدی بچے یا نوجوان کے لئے وہ گند ہے ___ اس کی خوبصورتی کے لئے وہ ایک بدنما دھبہ ہے ___ یہ اشتہار فحش ہوں گے یا ڈراموں اور فلموں میں ایسا میٹھا زہر ہوگا کہ جو کہ معصوم ذہنوں کو کینسر کی طرح ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔

اور اب تو میٹھا زہر بھی اپنی مٹھاس کھوتا جا رہا ہے اور تلخی اور کڑواہٹ کھل کر سامنے آنے لگ گئی ہے ___ لیکن وہاں ایک ٹی وی چینل ضرور ایسا ہے جس کے بارے

میں کہا جاسکتا ہے کہ ہم آنکھیں بند کر کے اپنے بچوں کو' نوجوانوں کو اجازت دے سکتے ہیں کہ جب چاہیں' جتنا چاہیں اس کو دیکھیں اور وہ ہے M.T.A International ــــــ اور جس طرح ایک چینل ایسا ہے اسی طرح ایک مرکز ایسا ہے جہاں سے نکلنے والے ہر رسالے کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس کا کوئی بھی رسالہ آپ کی اولادیں' آپ کے بہن بھائی ــــــ جب چاہیں پڑھیں' ان کے بستوں میں' ان کے بستروں میں' ان کے بیگ میں' ان کی گاڑیوں میں ــــــ جہاں بھی بھی وہ ہوں یا رسالے رکھیں ــــــ فکر کی کوئی بات نہیں۔ آپ کے لئے خوش ہونے اور فکروں سے آزاد ہونے کے لئے ایک حد تک کافی ہے کہ آپ کے بچوں کے ہاتھوں میں وہ رسالے ہیں جو آپ کے اپنے مرکز سے شائع ہوتے ہیں ــــــ اور ان رسالوں سے میری مراد' خالد' انصار اللہ' تشحیذ الاذہان' مصباح' روزنامہ الفضل اور لندن سے نکلنے والا ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل۔

میں نے جان بوجھ کر صرف خالد کی بات نہیں کی۔ حالانکہ میں خالد کا مدیر ہوں ــــــ اس لئے کہ اس وقت بات ہو رہی ہے کہ ہماری نوجوان نسل یا نوجوانی کی طرف بڑھتی ہوئی پود کے لئے رسالوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے اور اس ضرورت کو صرف اور صرف یہ رسالے ہی پورا کرتے ہیں ــــــ اور میں نے دو وجوہات کی بناء پر تمام رسالوں کا نام لیا ہے۔ اوّل تو یہ کہ سب رسالے علمی' ادبی' اخلاقی اور روحانی تربیت کے اعتبار سے ایک سے بڑھ کر ایک ہے اور کوئی رسالہ بھی۔ ہمارا کوئی عزیز پڑھ لے اس کے لئے مفید سے مفید تر ہی ہوگا۔

دوسرا یہ کہ ہر چند کہ ان میں سے کچھ خاص عمروں کی مناسبت سے تنظیموں کے رسائل ہیں' جیسے ''مصباح'' خواتین کے لئے ''انصار اللہ'' بڑی عمر والوں کے لئے ''خالد'' نوجوانوں کے لئے۔ تشحیذ الاذہان بچوں اور بچیوں کے لئے اور الفضل روزنامہ ہے وہ عمومی طور پر ہر ایک کے لئے۔

لیکن ان سب میں ایسے مضامین ہیں کہ وہ سارے ہی سارے مفید ہیں اور سب کا مطالعہ بہت ضروری ہے ــــــ علم کی بات' بھلائی کی بات تو کہیں سے بھی ملے تو بہتر ہے ــــــ بھلا کیا کوئی خاتون اس وجہ سے کسی نیکی کی بات کو نہیں مانے گی کہ وہ انصار اللہ یا خالد میں شائع ہوئی ہے۔ یا کوئی نوجوان اس لئے کسی حدیث یا سیرت کے واقعہ کو تسلیم نہ کرے گا کہ وہ مصباح میں شائع ہوا ہے ــــــ یہ تو ایک تنظیمی ذمہ داریوں کے حوالے سے تقسیم ہے مگر نہ اول تو ہر کسی کو ہر ایک رسالہ پڑھنا چاہئے یا پھر جتنا آسانی میسر ہو وہ پڑھنا چاہئے۔

تو اس اعتبار سے میں نے تقسیم نہیں کیا۔ اور نہ ہی

محدود کیا ہے کہ خالد صرف نوجوان پڑھیں۔

ایسا نہیں ____ خالد کے بارے میں نوجوان کو تو اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ نوجوانوں کی تنظیم ہے اور نوجوانوں نے خود اپنا رسالہ نکالا ہے اس لئے نوجوانوں کا تو یہ فرض ہے کہ وہ خالد خریدیں اور پڑھیں لیکن یہ منع نہیں کہ وہ انصار اللہ یا مصباح یا الفضل پڑھیں ____ اور ایسا ہی ہماری بہنیں اور بچیاں مصباح کے ساتھ ساتھ خالد' انصار اللہ ' تشحیذ اور الفضل پڑھیں۔

تو اس لیے میں نے صرف خالد کی بات نہیں کی سب رسالوں کی بات کر رہا ہوں۔

اور میں ذی شعور اور بالغ نظر احباب اور والدین سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ عام ڈائجسٹ اور رسالے جو ہر ماہ درجنوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں ان کو شائع کرنے والوں کی اکثریت کو صرف جلبِ زر سے غرض ہے ____ انہیں کوئی درد نہیں' یہ فکر نہیں، غم نہیں کہ ہم نے اپنی نسل کی تعمیر میں ایک کردار ادا کرنا ہے ____ ان کی اخلاقی اور روحانی اقدار کو اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے ____ ان کا کام تو یہ ہے کہ ہمارے یہ رسائل فروخت ہوں ____ اور کس طریق سے فروخت ہوں وہ طریق چاہئے ____ اور اگر چند ایک رسالوں کے پیچھے کوئی مقصد بھی ہے تو وہ نوجوان نسل کے ذہنوں کو ایک "خاص" رُخ کی طرف موڑنے کا تو ہو سکتا ہے لیکن محض وجہ اللہ' ان کے اخلاقی اور روحانی کردار کی تعمیر میں معاونت کرنا تو بہت دور کی بات نظر آتی ہے۔ اور اس طرح علم و ادب کے نام پر جو ہم دیکھتے ہیں وہ ایک زہریلا مواد ہے جس پر ادب کی چمکدار ملمع سازی کی گئی ہوتی ہے ____ جنہیں ادبی چٹخارے کہا جاتا ہے۔ ان چٹخاروں کے اندر ایسا زہر ہے جو قطرہ قطرہ ذہنوں میں گرتا رہتا ہے ____ اور آہستہ آہستہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ علم و ادب کے اس "گہوارے" سے جب ذہن پروان چڑھتے ہیں۔ تو تب وہ زہریلا اثر ظاہر ہوتا ہے جب ہماری نسلیں اپنے آباؤ اجداد کی شرافت' ان کی وضعداری' ان کے اعلیٰ علمی کارناموں' بزرگانِ سلسلہ اور صحابہ کی سی جرأت' ایمان و عمل' جیسے کارناموں کو یاد رکھنے کی بجائے ڈراموں اور فلموں کے مکالمے انہیں یاد ہوتے ہیں۔

اور ان بزرگوں کی جگہ فلمی اداکار ان کا ہیرو آئیڈیل ہوتے ہیں ____ اسی طرح علم و ادب کا یہ زہریلا "امرت" ان کی معصوم صلاحیتوں اور استعدادوں کو ہمیشگی کی موت سلا دیتا ہے۔

اس لئے ____ اپنے اس علمی ماحول کو پاک صاف کرنے کے لئے اپنی نسل کی بہتری کے لئے اور اس زہر کے تریاق کے لئے ضروری ہے کہ ان رسائل کی بجائے یہ رسالے ان کے ہاتھوں میں دیں ____ جن کے بارے میں آپ کو ذرہ بھی متفکر یا پریشان

ہونے کی ضرورت نہیں ____ اور آپ یہ جانتے ہی ہیں کہ ان تمام رسائل کا مقصد ہی یہ ہے کہ علمی ' ادبی ' اخلاقی ' تربیتی اور روحانی امور میں ہر ممکن مدد کرنا اور ان صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ____ ابھارنا اور اس رنگ میں تربیت کرنا کہ ہمارا ____ احمدی مرد و عورت اپنے گھر کا ایک خوبصورت کردار اور سیرت کا مالک ہو ' اپنے معاشرے کا ایک مفید اور قابلِ عزت و احترام فرد ثابت ہو ' اور خدا کی نظر میں وہ ایک قیمتی وجود ٹھرے ____ اس کا محبوب بنے ____ تو بنی نوع انسان کا ہمدرد ' مخلوقِ خدا سے محبت کرنے والا اور خدا کے حضور جھکنے والا اور اس سے پیار حاصل کرنے والا ____ وجود تعمیر کرنا مقصد ہوتا ہے ____ اور اس کے لئے ____ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ان رسالوں کے مدیران بہت محنت کر رہے ہوتے ہیں ____ ظاہر ہے کہ جتنا اچھا اور اعلیٰ اور قدرے مشکل ٹارگٹ اور مقصد ہوگا اتنی ہی زیادہ محنت کرنا ہوگی۔

شاید ہر ایک سے واقف نہ ہو کہ کتنی گہری نظر ہوتی ہے۔ ان رسالوں کی تیاری کے وقت ____ صرف ایک مدیر ہی نہیں ____ کئی واسطوں سے اس کی تیاری کو بہتر اور معیاری بنانے کے لئے اس پر محنت کی جا رہی ہوتی ہے۔

ایک ایک لفظ دیکھا جاتا ہے کہ اس کا اثر کیا ہوگا۔ یہ یقین کریں کہ مضمون ہو ' نظم ہو ' یہاں تک کہ لطیفہ بھی ہو تو اس کو اس نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے بچوں پر ہماری بچیوں پر ' ہمارے نوجوانوں پر اس کا اثر کیا ہوگا۔

کہیں برا اثر تو نہیں ہوگا ____ کہیں غلط مطلب تو نہیں لیا جاسکے گا۔ ایک تازہ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ اسی جولائی کے شمارے سے خالد میں لطائف کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے ____ اب کچھ لطیفے میں نے خود مختلف رسالوں سے دیکھے ' ایک لطیفہ بہت اچھا تھا ____ لیکن اس میں "ساس" پر طنز ' تھا ____ (غالباً کسی انگریزی رسالے سے ترجمہ شدہ تھا) تو میں نے فوراً اس لطیفے کو کاٹ دیا کیونکہ کسی ملک یا معاشرے میں "ساس" کو طنز یا ہنسی مذاق کا سمبل اور علامت سمجھا جاتا ہے تو سمجھا جائے ____ ہم نے تو ایسی تربیت نہیں کرنی ____

وہ تو ماں ہے ____ بیوی کی ماں ہو یا باپ ' ان کا ہم نے احترام کرنا ہے اور دوسروں کی نگاہ میں احترام پیدا کرنا ہے ____ بعض اوقات لطیفوں میں ' یا کوئی بات لطیفے کے طور پر کہہ دینا بھی مناسب نہیں ہوتا ____ کیونکہ کبھی کبھی ایسی باتیں بھی راسخ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح کی بے شمار ایسی باتیں ہوتی ہیں ____ تو مقصد بیان کرنے کا صرف یہ ہے کہ نہایت احتیاط کے ساتھ سب رسالوں کے مضامین تیار کئے جاتے ہیں۔

پھر ان میں تنوع رکھا جاتا ہے ____ اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی مناسبت سے مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور ایک اور بات میں ذکر کرتا ہوں کہ ہمارے ان رسالوں کی خوش نصیبی ہے کہ ہمارے امام ہمام اللہ تعالیٰ ان

کی عمر اور صحت میں غیر معمولی برکت دے ____ وہ ان رسالوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں ____ اب کتنی بڑی خوش نصیبی اور سعادت ہے کہ پیارے امام کے ہاتھ میں یہ رسالے ہوں ____ ۔

خیر ذکر تو یہ کر رہا تھا کہ کسی لیبارٹری میں دوائی بھی کیا احتیاط سے کی جاتی ہو گی جتنی احتیاط ان رسالوں کے لئے کی جاتی ہے صرف اس لئے کہ ہماری نوجوان نسل یا ہمارا قاری اس سے فائدہ اٹھائے کچھ حاصل کرے ____ بلکہ بہت کچھ حاصل کرے ____ اس لئے ان رسالوں کی خریداری اور مطالعہ کے لئے بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

اب بات چل نکلی ہے تو ایک دو باتیں یہ بھی ہو جائیں کہ ____ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ان رسالوں میں کوئی کشش یا جاذبیت نہیں یا یہ کہ ہوتا کیا ہے جو پڑھیں۔

تو مختصراً تو صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اپنی کشش کے زاویہ کو بدلنا ہو گا ____ رُخ کو تبدیل کرنا ہو گا۔ کوئی ماں اپنے بچہ کو اس انگارے کی طرف ہاتھ بڑھانے نہیں دی گی جو اس بچہ کے لئے ایک زبردست چمک کی کشش لئے ہوئے ہے۔

عورت کا زیور اس کی شرم و حیا اور عفت و عصمت ہے۔ نوجوانوں کی مردانگی اور شان ان کی محنت اور جفاکشی میں ہے ____ اور جب ان حقیقی مقاصد سے بھولے ہوں گے۔ جب رخ ہی صحیح نہ ہوں تو پھر منزل کیسے ملے گی

____ ایک بیمار جس کے منہ کا ذائقہ ہی خراب ہو چکا ہو تو ایک لذیذ اور چٹ پٹے کھانے کو چکھ کر وہ اس کو بدمزہ کہہ دے تو کھانے کا تو قصور نہ ہوا ____ اس کا مزہ اور ذائقہ خراب ہے اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

ہاں میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے رسائل ایسے ہیں کہ ان میں بہتری یا معیار کو بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ____ نہیں نہیں ____ بہت گنجائش ہے ____ اور وہ کوشش ہوتی بھی رہتی ہے ____ لیکن یہ درست نہیں کہ ان میں ہوتا ہی کچھ نہیں ____ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ مزید بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن یہ کہہ کر اپنے اوپر ظلم نہ کریں کہ ان رسائل میں کچھ ہوتا نہیں ____ اب میں جھلک پیش کرتا ہوں کہ خالد میں یا دوسرے رسائل میں کیا ہوتا ہے آنحضرت ﷺ کی اور آپ کے صحابہؓ کی سیرت و سوانح، مسلمان سپہ سالاروں اور دوسرے بڑے لوگوں کی سوانح، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے رفقاء اور بزرگانِ سلسلہ کی سیرت و سوانح، خلفاء کے ارشادات و خطبات اردو ادب، سائنس، طنز و مزاح اور جنرل نالج وغیرہ اور اسی طرح مندرجہ بالا مضامین کے علاوہ بھی علمی تربیتی مضامین کا اچھا خاصا انتخاب ہوتا ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ہماری اور آپ کی ضرورت ہے ____ اگر اس کو اخلاق و روح کے لئے ٹانک Tonic کے طور پر نہیں تو دوائی کے طور پر ہی سمجھ لیں ____ لیکن جیسا کہ

پچھلے صفحات میں تفصیل سے بات ہوئی ہے یہ ہماری ضرورت ہے اس لئے اس کی اہمیت سے انکار کر کے اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں۔

کبھی کبھی یہ آواز سننے میں آتی ہے کہ ان کی قیمت بہت زیادہ ہے ____ دل نہیں مانتا کہ کوئی مکمل علم اور شعور رکھنے والا شخص ہمارے ان مرکزی رسالوں کے بارے میں یہ کہتا ہو ____

وہ یقیناً ناواقف ہو سکتا ہے ____ ایسے جیسے کوئی بوڑھی مائی دیہات سے آکر ٹی وی کی قیمت دس ہزار روپے سن کر کہے کہ اتنا مہنگا۔ سو روپے سے کیا زیادہ قیمت ہو ____ اب ظاہر ہے کہ اس معصوم اور سادہ لوح کو چونکہ سارا علم ہی نہیں اس لئے اس کو اب کیا کہا جائے ____

اسی طرح ہمارے رسالوں کی قیمت کا موازنہ کسی بھی طرح سے کیا جا سکتا ہے ____ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ سات روپے یا دو روپے پچاس پیسے (الفضل کی قیمت) کونسی اتنی زیادہ ہے۔ کیا مہینے میں ایک مرتبہ سات روپے خرچ کرنا بہت مشکل ہے ____ اور پھر یہ کہ سات روپے لے کر کیا خریدا ہے ____ شعر کی زبان میں کہیں گے کہ جان خریدی۔

جہاں دے چند دادم جاں خریدم
بنام ایزد عجب ارزاں خریدم

سات روپے کی تو دوائی نہیں آتی ____ اور آپ اپنے بچوں اور عزیزوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے رسالے خرید رہے ہیں۔

اور پھر یہ کہ عام اخبار پانچ روپے سات اور دس روپے کا انداز اُبکتا ہے اور عام رسائل اور ڈائجسٹ بیس اور تیس روپے سے کم نہیں ہیں۔ تو یہ رسالہ تو بہت سستا ہے۔

اور عموماً رسالہ کی لاگت اس کی قیمت سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے ____ اس لئے یہ درست نہیں کہ رسالے مہنگے ہیں۔

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ کیا کریں رسالے لیتے نہیں ____ مثلاً خالد تشحیذ کے حوالے سے میں بات کروں گا بعض اوقات بعض عہدیدار یہ کہہ دیتے ہیں کہ خدام رسالہ لیتے نہیں۔ میرا اپنا خیال ہے ہم مناسب انداز میں کوشش نہیں کرتے اس تک پہنچتے نہیں ____ اور اگر پہنچ جاتے ہیں تو اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں کرتے ____ اور اس خامی یا کمی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک پوشیدہ بہانہ ____ بنا لیتے ہیں کہ کیا کریں رسالہ لیتے نہیں۔ اگر مناسب رنگ میں ترغیب دلائی جائے اس کو اہمیت بتائی جائے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خادم رسالے اور وہ بھی سات روپے میں نہ لے۔ (اب دس روپے ہو جائیگی)

اور ایک گذارش خریداروں یعنی اپنے احمدی بھائیوں سے یہ کروں گا کہ یہ سب باتیں اپنی جگہ مسلم، ان کی اہمیت اور ضرورت، اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں میں نے عرض کی ہے۔

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

کے مصداق مقصد تو یہ ہے کہ آپ بھائی ان رسالوں کی اہمیت سے آگاہ ہوں اور رسالوں کی خریداری کی طرف

توجہ دیں۔ اور کم از کم یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ آپ یہ رسالے نہیں خریدیں گے تو کون لے گا۔؟

یہ الفضل، یہ انصار اللہ، یہ خالد، یہ تشحیذ، مصباح کیا ہم غیروں کے لئے شائع کرتے ہیں۔ وہ آکر خریدیں گے ____ آپ ہی ہیں ____ آپ نے ہی یہ خریدنے ہیں، آپ کے لئے ہی یہ سب کچھ ہم تیار کرتے ہیں ____ آپ کی محبت میں، آپ کی خیر خواہی کے لئے ____ صرف آپ کے لئے ____

غالب نے کہا ہے اور یہاں مجھے یاد آگیا مضمون کچھ ایسا ہی ہے کہ

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار

اس لئے اپنی سوچ میں نکھار پیدا کریں، اہمیت کو سمجھیں، ان رسالوں کی برکت کو جانیں ____ ان تمام تر فوائد کو حاصل کرنے کے لئے یہ رسائل پڑھیں ____

اور کوشش کریں کہ خرید کر پڑھیں۔ شکریہ

جزاکم اللہ

مدیر

قیمت میں اضافہ

قارئین و ایجنٹ صاحبان نوٹ فرمالیں کہ اگست ۲۰۰۰ سے رسالہ خالد اور تشحیذ کی قیمت میں اضافہ کیا جارہا ہے رسالہ کی قیمت ۱۰ روپے اور سالانہ چندہ ۱۰۰ روپے ہوگا۔ امید ہے کہ آپ تعاون فرماتے ہوئے رسالہ خالد اور تشحیذ سے مستقل تعلق جاری رکھیں گے

(مینیجر)

مسکرائیے!

صحت کے لئے بہت ضروری ہے

انتخاب کا اختیار

ایک امریکی پاکستانی سے پوچھتا ہے کہ تم ہمیں کیا سمجھتے ہو؟ دوست یا بھائی؟

پاکستانی بڑی سادگی سے جواب دیتا ہے کہ بھائی؟

امریکی کہتا ہے کہ تم دوست کیوں نہیں سمجھتے؟

وہ معصومیت سے جواب دیتا ہے ''اس لئے کہ دوست کے انتخاب میں اپنی مرضی شامل ہوتی ہے۔''

شادی سے پہلے

بوڑھی پڑوسن نے چند روزہ دلہن سے پوچھا

''شادی سے پہلے تم کیا کرتی تھیں؟''

''میں کسی کے ہاں برتن، فرش، کپڑے دھونے اور کھانا پکانے پر نوکر تھی''

بوڑھی عورت ''تب تو تمہیں نئی تبدیلی بہت پسند آئی ہو گی۔''

دلہن نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا

''اب وہی سارے کام تنخواہ کے بغیر انجام دینے پڑتے ہیں۔''

وقت کی پابندی

ایک بچہ اسکول دیر سے پہنچا تو استانی نے کہا

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سکول 8 بجے شروع ہو جاتا ہے۔''

بچے نے معصومیت سے جواب دیا۔

''مس وقت کی پابندی ضروری ہے۔ آپ میرا انتظار نہ کیا کریں۔ اسکول شروع کر دیا کریں۔''

عقلمندی

ایک بس جا رہی تھی جس کی چھت کے اوپر بیٹھے ہوئے آدمی نے نیچے بیٹھے ہوئے آدمی کو آواز لگائی۔

''امتیاز''

ایک نیچے بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنا سر باہر نکالا تو اوپر والے نے اس کے سر پر ایک چپت لگائی۔ چنانچہ اس نے اپنا سر اندر کر لیا تھوڑی دیر بعد اوپر والے نے پھر آواز لگائی ''امتیاز''

نیچے بیٹھے ہوئے آدمی نے پھر اپنا سر باہر نکالا تو اوپر والے نے چپت سر پر لگائی چنانچہ اس نے اپنا سر اندر کر لیا۔

یہ منظر دیکھ کر برابر میں بیٹھے ہوئے آدمی نے اس سے پوچھا

''کیا تمہارا نام امتیاز ہے۔''

اس نے جواب دیا

''نہیں میں اس کو بیوقوف بنا رہا ہوں۔''

آسان نسخہ

''تم اپنی بیوی کے ساتھ اسقدر صلح صفائی کے ساتھ کس طرح رہتے ہو؟''

نہایت آسان نسخہ ہے۔ آدھا دن جو اس کے جی میں آئے وہ کرتی ہے۔

''اور باقی آدھا دن؟''

''باقی آدھا دن میں ہر وہ کام کرتا ہوں جو وہ کہتی ہے؟''

"خالد" کی خریداری بڑھاؤ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں :۔

"...... ہمارے ملک میں اخبارات اور رسائل پڑھنے کا شوق بہت کم ہے۔ "الفضل" ہمارا مرکزی اخبار ہے' لیکن اس کی اشاعت بھی ابھی دو ہزار ہے حالانکہ ہماری جماعت بہت بڑھ چکی ہے۔ اگر جماعت کی تعداد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے پانچ فیصدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو دس ہزار اخبار چھپنا چاہئے تھا...... لیکن میں سمجھتا ہوں اگر جماعت توجہ کرے تو چار پانچ ہزار تک اس کی بکری ہو سکتی ہے اور پھر اس صورت میں "الفضل" کا حجم بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ اور اس کے مضمون میں بھی تنوع پیدا کیا جاسکتا ہے۔...... پس "خالد" کی یا تو خدام کو ضرورت نہیں اور اگر ضرورت ہے **تو اس کی خریداری** بڑھاؤ اور کم سے کم اپنے اندر یہ بیداری پیدا کرو کہ اس میں مضمون لکھا کرو...... اگر ہماری جماعت کے نوجوان بھی مضمون نویسی کی مشق کریں تو آہستہ آہستہ وہ بڑے اچھے مضمون نگار بن سکتے ہیں۔ اس کے لئے شروع میں وہ اتنا ہی کریں کہ کوئی چٹکلہ ذہن میں آجائے تو وہی لکھ کر "خالد" میں بھجوا دیں...... تو بعض باتیں خواہ لطیفہ کے طور پر ہوں وہی لکھ دی جائیں اگر ہر نوجوان یہ سمجھ لے کہ میں نے کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا ہے تو اس سے ایک تو اُسے لکھنے کی مشق ہوگی۔ دوسرے اس کے نتیجہ میں رسالہ بھی دلچسپ ہو جائیگا...... تو پڑھے لکھے اور اَن پڑھ سب اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر تم پہلی دفعہ اس قسم کا مضمون لکھو گے اور وہ رسالہ یا اخبار میں چھپ جائے گا تو تمہیں خوشی ہوگی۔ جیسے تمہیں بادشاہت مل گئی ہے۔ پھر تم اور لکھو گے پھر اور لکھو گے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ تم خوب لکھنے لگ جاؤ گے۔ **پس تم نے اگر "خالد" جاری کیا ہے تو تم اس کی خریداری** بڑھاؤ۔ دوسرے ہر نوجوان کا یہ فرض قرار دو کہ وہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھے اور اگر کوئی خادم سال بھر میں کچھ بھی نہ لکھے تو اس کے متعلق یہ سمجھا جائے تو اس نے اپنے فرض کو ادا نہیں کیا"

(۷ نومبر ۱۹۵۴ء بحوالہ مشعل راہ صفحہ 801-808)

☆☆☆☆☆☆

ذخیرۂ الفاظ

اس ماہ سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس میں کوشش کی جائیگی کہ اردو زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ اور ان کے معانی کی ایک فہرست پیش کی جائے۔ وہ الفاظ جو عموماً کسی بھی علمی کتاب کے مطالعہ کے وقت آپ کے سامنے آتے ہیں۔ اور اس فہرست میں ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یہ تمام الفاظ براہین احمدیہ جلد اوّل میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس طرح آپ کو یہ کتاب پڑھتے مشکل الفاظ کے معنی بھی مل جائیں گے۔

۱۔ تدلیس	ملاوٹ۔ دھوکہ
۲۔ اِستِمدَاد	مدد کا طالب ہونا
۳۔ مُخَاصِمْ	مدِ مقابل، جھگڑا کرنے والا
۴۔ جَبرِ نُقصان	نقصان کا پورا ہونا
۵۔ جَهلِ مُرکّبْ	مکمل، جہالت
۶۔ اَوّلُ الدُّن دُرْدْ	اس کا لفظی ترجمہ ہے "گھڑے کے شروع میں ہی تلچھٹ" تلچھٹ کہتے ہیں جو کسی مائع چیز کے آخر پر نیچے میل یا گند وغیرہ کی صورت میں ہو، اور وہ مٹکے یا گھڑے کے نیچے ہوتی ہے۔ جب سارا پانی ختم ہو جائے اور شروع میں نہیں ہوتی۔ شروع میں تو صاف شفاف پانی ہوتا ہے۔ آغاز میں اس سے ہو تو آخر میں کیسی ہو گی۔ (یہ اس وقت بولتے ہیں جب آغاز اور ابتداء میں خلاف توقع غلط ہو)
۷۔ دُود آمیز	جس میں دھواں شامل ہو۔ مطلب کہ بہت معیاری اور خالص نہ ہو
۸۔ اَنادِی	قدیم سے (ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ روحیں انادی یعنی قدیم سے ہیں)
۹۔ اَفحَام	منہ بند کرنا۔ لاجواب کرنا
۱۰۔ جِیفَۂ دُنیا	دنیا کا مردار۔ اشارہ ہے کہ دنیا مردار کی طرح ہے یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں۔
۱۱۔ رحمتِ عَمِیم	بہت عام رحمت، پھیلی ہوئی رحمت
۱۲۔ مُقِرْ	اقرار کرنے والا
۱۳۔ کُلْفَتْ	تکلیف
۱۴۔ اِستِیصَال	اصل یعنی جڑ کو چاہنا یعنی اسکو جڑ سے اکھاڑ دینا
۱۵۔ عِلّتِ غَائی	آخری یا اصل مقصد
۱۶۔ بَراهینِ ساطِعَه	بلند اور ارفع روشن دلائل۔ براہین برہان کی جمع روشن کھلی دلیل۔ ساطعہ۔ چمکدار۔ بلند
۱۷۔ وجود بَاجُودْ	بہت جود و کرم کرنے والا وجود (یہ لفظ وجود نہیں بلکہ "باجود" ہے)

۱۸۔	عنکبوت	مکڑی۔ مراد بہت کمزور
۱۹۔	جدًّ و قطعا	یقینی اور حتمی

یوں نہیں ......! معذرت کے ساتھ!

بعض اوقات لاعلمی کی بناء پر عام استعمال کے الفاظ ہم اس کے صحیح ہجوں کے مطابق نہیں بولتے حالانکہ کہ اس طرح ان کے معانی بدلنے کا امکان بھی رہتا ہے۔ اور ویسے بھی بہت اچھی تقریر یا گفتگو ایک آدھ ایسے الفاظ کی بناء پر گہنا جاتی ہے۔ اس مرتبہ کچھ الفاظ دیئے جا رہے ہیں۔ ذرا آپ بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ شکریہ۔

	(غلط)	(درست)	(معانی/مفہوم)
۱۔	اِخْلَاق	اَخْلَاق	خُلق کی جمع، خوبیاں، صفات
۲۔	اَسْتَغْفَار	اِسْتِغْفَار	بخشش چاہنا
۳۔	اِطْفَال	اَطْفَال	طِفْل کی جمع لڑکے
۴۔	اَمَاءُ الله	اِمَاءُ الله	اللہ کی بندیاں
			(اِس سے ہے لجنہ اماء اللہ: تنظیم۔ اِماء جمع ہے امۃ کی مطلب لونڈی، بندی)
۵۔	مَعَاهده	مُعَاهَدَهُ	عہد و پیمان
۶۔	مَقَابلہ	مُقَابَلَه	باہم آمنے سامنے ہونا
۷۔	اَسْتَدْلَال	اِسْتِدْلَال	دلیل پکڑنا
۸۔	غَلْط	غَلَطْ	
۹۔	تَوَجَّه	تَوَجُّه	توجہ کرنا، درست کے متضاد رُخ کرنا
۱۰۔	وَقَتْ	وَقْت	

اپنی معلومات میں اضافہ کریں

ہر سوال کے آگے تین جوابات دیئے گئے ہیں ان میں سے کوئی ایک درست ہے۔ درست جواب پر آپ نشان (✓) لگائیں اور ہر درست جواب کے 10 نمبر ہوں گے اور ہر غلط جواب کے 5 نمبر کاٹ لیں۔

سوال	(۱)	(۲)	(۳)
۱۔ ابو جندل	(۱) جگہ کا نام	(۲) آنحضورؐ کے صحابی کا نام	(۳) صحراء کا نام
۲۔ ترانہ	(۱) شہر کا نام	(۲) ائیر پورٹ کا نام	(۳) ایک کتاب
۳۔ حدیث اور سنت میں	(۱) کوئی فرق نہیں	(۲) فرق ہے	(۳) ایک ہی چیز کے دو نام
۴۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(۱) قرآن مجید کی ہر سورت میں ہے	(۲) ایک سورت میں نہیں	(۳) کئی سورتوں میں نہیں
۵۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تاریخ پیدائش	(۱) 18 فروری 1835	(۲) 17 فروری 1835	(۳) 13 فروری 1835
۶۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تاریخ وفات	(۱) 26 مئی 1908	(۲) 24 مئی 1907	(۳) 25 مئی 1908
۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات	(۱) لاہور میں ہوئی	(۲) اسلام آباد	(۳) ربوہ
۸۔ اردو غزل کا امام	(۱) غالب	(۲) ذوق	(۳) میر
۹۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جون میں ایک ملک کا دورہ کیا اور کانفرنس میں خطاب بھی کیا ملک کا نام	(۱) غانا	(۲) جرمنی	(۳) انڈونیشیا
۱۰۔ فردوسی کس زبان کا شاعر تھا	(۱) عربی	(۲) فارسی	(۳) ہندی
۱۱۔ چرچل کون تھا؟	(۱) امریکہ کا صدر	(۲) روس کا سیاستدان	(۳) برطانوی وزیر اعظم
۱۲۔ جان کیٹس کون تھا؟	(۱) مشہور فلاسفر	(۲) قانون دان	(۳) شاعر
۱۳۔ Love کا ایک مطلب صفر بھی ہے	(۱) درست ہے	(۲) بالکل غلط	(۳) اس کے سپیلنگ اور ہیں
۱۴۔ حافظ الاسد جن کا چند دن ہوئے انتقال ہوا	(۱) مصر کے صدر تھے	(۲) شام کے صدر تھے	(۳) امن فوج کے سربراہ
۱۵۔ اولمپکس ۲۰۰۰ کس جگہ ہو رہے ہیں	(۱) سڈنی آسٹریلیا	(۲) ٹوکیو جاپان	(۳) سیول کوریا
۱۶۔ برصغیر کا آخری وائسرے	(۱) لارڈ لٹن	(۲) ہنری مارٹن	(۳) لارڈ ماؤنٹ بیٹن
۱۷۔ تحریک وقفِ نو کا اعلان کب ہوا	(۱) 1988	(۲) 1987	(۳) 1982
۱۸۔ تحریک جدید کا اعلان کب ہوا	(۱) 1928	(۲) 1935	(۳) 1953
۱۹۔ اسلام آباد سے پہلے پاکستان کا دارالحکومت	(۱) کراچی	(۲) لاہور	(۳) ڈھاکہ
۲۰۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کا نام	(۱) کوفی عنان	(۲) البرائٹ	(۳) بطروس غالی

☆اگر آپ کے 180 سے زیادہ نمبر ہیں تو بہت ہی اچھے نمبر ہیں

☆150 نمبر بہت اچھے ہیں

☆اور 100 نمبر اچھے نمبر ہیں

☆اور اگر 100 سے بھی کم ہیں تو بس گزارہ ہے۔

صحیح جواب

1-۲، 3-۲، 4-۲، 5-۳، 6-۱، 7-۲، 8-۳، 9-۳، 10-۲، 11-۳،

12-۳، 13-۱، 14-۲، 15-۳، 16-۳، 17-۲، 18-۲، 19-۱، 20-۱،

پنڈت ہری چند اختر ایک ہندو شاعر تھے اور وہ بھی پنڈت۔ آنحضرت ﷺ کی مدح میں ان کے نعتیہ کلام سے دو شعر

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

ستارے چلے گئے

آئے تھے ان کے ساتھ نظارے چلے گئے
وہ شب وہ چاندنی وہ ستارے چلے گئے
شاید تمہارے ساتھ بھی واپس نہ آسکیں
وہ ولولے جو ساتھ تمہارے چلے گئے
ہر آستاں اگرچہ تیرا آستاں نہ تھا
ہر آستاں پہ تجھ کو پکارے چلے گئے
شام وصال خانۂ غربت سے روٹھ کر
تم کیا گئے نصیب ہمارے چلے گئے
محفل میں کس کو تاب حضور جمال تھی
آئے تری نگاہ کے مارے چلے گئے
دشمن گئے تو کشمکشِ دوستی گئی
دشمن گئے کہ دوست ہمارے چلے گئے
جاتے ہی ان کے سیف شبِ غم نے آلیا
رخصت ہوا وہ چاند ستارے چلے گئے

(سیف الدین سیف)

آہ میں کتنا اثر ہوتا ہے
یہ تماشا بھی دکھا گئے تمہیں

(سیف الدین سیف)

دکھ روگ کو چاہت کے سکھ روگ بنانا ہے
دہکا ہوا انگارا چھاتی سے لگانا ہے
کھسیانی ہنسی ہنسنا اک بات بنانا ہے
ٹپکے ہوئے آنسو کو پلکوں سے اُٹھانا ہے
کیوں مرتے ہیں ہم تم پر اس "کیوں" کو نہ کچھ پوچھو
پانی نہیں پینا ہے اور پیاس بجھانا ہے
جو آپ سے گزرا ہے پہنچا ہے وہی تُجھ کو
جو آپ کو بھولا ہے اس نے تجھے جانا ہے
ہم یونہی نہیں چپ ہیں کیوں چپ ہیں نہ یہ پوچھو
بات اپنی بتانا ہے بھید ان سے چھپانا ہے
اٹھنا تری چوکھٹ سے اور سوچ کے یہ رکنا
جائیں تو کدھر جائیں پچھتا کے پھر آنا ہے
چپ ایک پہیلی ہے سوچو گے تو بوجھو گے
تم سے وہی کہنا ہے جو سب سے چھپانا ہے
دُکھ میں بھی ہنسی آئے یہ آن ہے چاہت کی
چڑھتی ہوئی ندی ہے اور تیر کے جانا ہے
ہاں آرزو اچھا ہے جو اور بھی دُکھ جھیلو
سمجھایا ہے جب تم کو کہنا نہیں مانا ہے

(آرزو لکھنوی)

ہجراں نامہ

ہجراں کے غم کے مارے ہم جی سے جا رہے ہیں
اے کاش! کوئی کہدے : دیکھو! وہ آ رہے ہیں

دنیا کے بوستان سے کیا کیا نہ ہم نے کھایا!!
سالوں پہ سال بیتے اب غم کو کھا رہے ہیں

دیکھیں وہ کب ہیں آتے، ہم غم زدوں کو ملنے
ہم کب سے ان کی رہ میں آنکھیں بچھا رہے ہیں

"مہدی دوراں آئے، مہدی دوراں آئے"
ہم چار سو جہاں میں یہ راگ گا رہے ہیں

حیرت سے سارا عالم یہ کہہ رہا ہے دیکھو!
کوہِ گراں کو سر پہ کیسے اٹھا رہے ہیں؟

بیباکیاں جہاں نے دیکھی نہ ہوں گی ایسی
نادان جانتے ہیں، ناحق چھپا رہے ہیں

کتنے وہ بخت ور ہیں، جو کو میں جائیں تیرے
اے کاش! کوئی کہدے : امجد، بلا رہے ہیں

ناچیز یعقوب امجد
کھاریاں کینٹ

انگریز کا خود کاشتہ پودا کون ہے؟

(مکرم یعقوب امجد صاحب۔ کھاریاں کینٹ)

ایک صدی سے زائد عرصہ گذرا کہ بعض نام نہاد علماء اور سستی شہرت کے دیوانوں نے عوام الناس میں اپنا نام چلانے کے لئے یہ طعنہ جماعت احمدیہ کو دیا کہ یہ جماعت تو انگریز نے قائم کی ہے۔ تا کہ وہ مسلمانوں میں نفاق و افتراق پیدا کرے۔ جو لوگ حقائق کا مطالعہ اپنی آنکھ کے بجائے غیروں سے شنیدہ باتوں سے کرتے ہیں وہ آج بھی بعض اوقات اس حقیقت پر التباس کا پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ وہ واحد گروہ ہے جس نے دلائل و براہین سے عیسائیت کی یلغار کو نہ صرف برصغیر سے روکا' بلکہ بین الاقوامی طور پر اس کا تعاقب کیا اور آج بھی کر رہی ہے۔

اہلِ دانش و بینش واقف ہیں کہ 1984ء سے امام جماعت احمدیہ ہجرت کر کے عارضی طور پر لندن میں مقیم ہیں۔ جب سے وہ وہاں تشریف لے گئے ہیں تثلیث کے خلاف کھلے بندوں جہاد کر رہے ہیں۔ اب تو جنوری 1994ء سے ایم۔ ٹی۔ اے جاری ہو چکا ہے۔ ہر کوئی ان کے خطبات سن کر از خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا ان کی طرح واشگاف الفاظ میں کوئی عالم عیسائی عقائد اور خصوصاً تثلیث اور کفارے کا رد پیش کر رہا ہے۔؟ ہر سال ماہ رمضان میں خصوصی درسِ قرآنِ مجید ایم۔ ٹی۔ اے کے توسط سے سنایا جاتا ہے اس دفعہ بھی رمضان میں یہ درس جاری رہا اور خصوصاً "سورہ مائدہ" کے آخری حصے میں جہاں عیسائی عقائد اور تثلیث کا رد پیش کیا گیا ہے؟ اسے خوب کھول کر بیان کیا گیا۔ اس طرح کہ وطن عزیز پاکستان کے اندر رہتے ہوئے علماء کی یہ جرأت نہیں کہ اس طرح دلائل سے عیسائیت کا رد پیش کر سکیں۔

امید ہے کہ اس درس کے سننے والوں کو خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ عیسائیت کا خود کاشتہ پودا کون ہے؟ اور وہ کون لوگ ہیں جو آج بھی عیسائیوں کو در پردہ حاکم جانتے ہیں۔ اس لیے کہ ہر مشکل کے وقت ان کی نظریں یورپ پر لگی ہوتی ہیں۔ حالانکہ مشکل کشائی صرف اور صرف در توحید پر سجدہ ریز ہونے سے ہوتی ہے۔

مگر افسوس! صد افسوس! کہ ایک صدی گذر چکی مگر ہمارے وطن کے نام نہاد علماء نے آج تک یہ تسلیم نہیں کیا کہ توحید کا قیام تثلیث اور صلیبی مذہب کے بطلان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے کہ آخری زمانے میں آنے والے مہدیؑ کے لئے کسرِ صلیب اور قتل خنزیر کی پیشگوئی ثقہ روایات میں ملتی ہے۔ صحیح بخاری میں یہ حوالہ دیکھا جا سکتا ہے۔

"کسر صلیب" اور "قتل خنزیر" میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ صلیبی مذہب کو دلائل سے پاش پاش کر دیا جائے گا اور "خنزیر" خصلت انسانوں کی اصلاح کی جائے گی۔ اب ذرا غور کریں کہ کیا جماعت احمدیہ ان باتوں کے خلاف جہاد میں مصروف نہیں ہے؟۔ اب تو اس میں کوئی بھی شک باقی نہیں رہا کہ گذشتہ چند سالوں میں لاکھوں اور کروڑوں انسان بفضل اللہ توحید کے آستانہ پر جھک کر اپنے عمل سے یہ گواہی دے رہے کہ جماعت احمدیہ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دینے والوں کو بچشم خود حقیقت کو دیکھ لینا چاہئے۔

قریباً ایک صدی پہلے ان لوگوں کا اپنا کردار کیا تھا؟ اس کا مطالعہ کرنے کے لئے ہم یہاں فروری 1901 کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں' جو اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا کون ہے؟:۔

سیالکوٹ کے اہل اسلام کا ماتمی جلوس

"26 جنوری کو بتقریب اظہار افسوس وفات حسرت آیات حضرت ملکہ محترمہ مرحومہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند کے چار بجے کے بعد مقام قلعہ میں من جانب اہل اسلام ایک ماتمی جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر کے رؤسا، شرفا، وکلا، اہل عملہ، عوام الناس، صدر کی افواج اٹھارویں رجمنٹ، بنگال لانسرز اور پنجاب انفٹری نمبر 46 کے عہدہ داران اور اکثر سپاہیان اور کئی ہندو رؤساو شرفا بھی شریک جلسہ تھے۔ جیسے دیوان رائے چندہ صاحب۔ لالہ گیان چند صاحب میونسپل کمشنر، پنڈت ٹوڈر مل صاحب، مالک سیالکوٹ پیپرز، لالہ دلیس راج صاحب بی۔اے، لالہ بالکمند صاحب بی اے وغیرہ۔ مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی، مدرس اول فارسی ایم، بی، ہائی سکول کی تحریک اور حکیم حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ اور چوہدری محمد سلطان صاحب میونسپل کمشنر کی تائید اور حاضرین جلسہ کے اتفاق سے مولوی نیاز علی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس جلسہ کے پریذیڈنٹ قرار پائے۔

مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر تقریر میں بیان فرمایا کہ حاضرین جس غرض کے لئے یہ جلسہ منعقد ہوا ہے۔ مولوی فیروز الدین صاحب نے مختصر طور پر اس کا ذکر کر دیا ہے۔ میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ میں اس کا نام نہ بھی نہ لوں۔ کاش! آج کا دن آتا ہی نہ کہ ہمیں اس غرض کے لئے جمع ہونا پڑتا۔ مگر صاحبان! یہ خواہش انسان کے اُن جذبات محبت کی خواہشوں میں سے ایک ہے جو کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اس کے بعد قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر دنیا کی فنا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھڑا کر دیا اور حضور ملکہ معظّمہ کے انعامات و کرامات کثیرہ کا ذکر کرنے کے بعد یوں ارشاد فرمایا کہ گذشتہ شعرا اپنی تصنیفات میں یوں لکھ گئے ہیں کہ :۔

نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

کاش! اگر وہ وکٹوریا کے زمانے میں امن رحم اور عدل و انصاف دیکھتے تو بجائے اس کے یوں کہتے :۔

وکٹوریہ نمرد کہ نام نکو گذاشت

اس کے بعد حضرت ملکہ معظّمہ کے اس اعلان کے ایک حصے کا ترجمہ بیان فرمایا جو آپ نے 1857ء غدر کے بعد شائع فرمایا تھا۔ جس میں حضرت ملکہ معظّمہ کی طرف سے بے تعصبی اور امن وعدل و انصاف کا اقرار ہے اور پھر جس طرح پر آپ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اس کا بیان کیا اور یہ رزولیوشن پیش کیا کہ مسلمانانِ سیالکوٹ مادرِ مہربان عالیہ حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کی وفات حسرت آیات پر تہ دل سے رنج والم ظاہر کرتے ہیں اور نہایت ہمدردی شاہی خاندان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔اے ڈگری نے بڑی پرسوز اور پردرد تقریر کے بعد اس رزولیوشن کی تائید اور حضرت ملکہ معظّمہ کے زمانے کے امن، انصاف، آزادی، تعلیم، تہذیب و شائستگی اور تمدنی فوائد کا بالخصوص ذکر کر کے اخیر پر فرمایا کہ آج کے دن کے بعد ہند کی کوئی عورت اس بات پر فخریہ نظیر نہ دے سکے گی کہ ہم پر ایک عورت حکومت کرتی ہے۔

اس کے بعد مولوی فیروز الدین صاحب فیروز نے ایک عربی مرثیہ پڑھا اور ایک اردو مسدس جس میں عالم کی بے ثباتی اور ناپائداری کا بالخصوص ذکر کر کے حضرت ملکہ کے احسانات اور فیوضات کا ذکر فرمایا اور حاضرین کی آنکھوں کو اپنے پر اثر خیالات اور پردرد کلمات اور رقت آمیز لہجہ سے اشک ریز بنا دیا۔

پھر منشی میراں بخش صاحب اپیل نویس نے ایک پر اثر تقریر کے بعد پر درد نوحہ پڑھا۔ اس کے بعد مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب حکیم صدر سیالکوٹ نے ایک فصیح اور پرسوز عربی مرثیہ پڑھا جس سے حاضرین پر بہت رقت طاری ہوئی۔ اس کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب نارووالی نائب محافظ دفتر سیالکوٹ نے ایک پردرد فارسی نظم پڑھی اور سب نے رزولیوشن کی تائید کی اور یہ قرار پایا

کہ اس کاروائی کی نقل بوساطت حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب شاہی خاندان کی خدمت میں بھیجی جاوے اور نیز اخبارات میں مشتہر کرائی جاوے۔

جملہ حاضرین نے حضور ملکہ معظمہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور جلسہ برخاست ہوا۔"

(سراج الاخبار شمارہ 40 فروری 1901ء بحوالہ مجلہ تحقیق، صفحہ 98 تا 100 جلد 2 شمارہ علوم کلیہ علم اسلامیہ وادبیات شرقیہ (اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور)

مذکورہ حوالہ ہمارے عنوان کے سوال کا ہر پہلو سے مکمل جواب ہے۔ نہ اس میں کوئی ابہام ہے نہ التباس، ہر صاحبِ نظر اس پر غور کرے اور فیصلہ اپنے ضمیر سے طلب کرے۔ ان شاء اللہ غیر متعصب ضمیر کا انسان اب اندھیرے میں نہیں رہے گا۔ کہتے ہیں :۔

"جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔" اس لئے مزید تسلی کے لئے ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام ملاحظہ کریں کہ کس طرح یوروپ کے دل اور کلیسیا کے سامنے بیٹھ کر "بیت الفضل" "اسلام آباد" (ٹلفورڈ لندن) اور "بیت الفتوح" سے توحید کا آوازہ بلند ہوتا ہے اور کس خوبی سے براہین ساطعہ سے تثلیث کارد اور کفارہ کا بطلان پیش کیا جاتا ہے اور کس شان سے قرآن مجید اور دین حق کی تعلیمات کا جامِ لباب پلایا جاتا ہے؟ کہتے ہیں: "آفتاب آمد دلیل آفتاب" لیکن اگر کوئی شپرہ چشمی کے سبب آفتاب کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکے، تو اللہ واحد و قہار سے بصارت و بصیرت عطا کئے جانے کے لئے گریہ وزاری کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ ابھی وقت ہے اور انسان کو غیر جانبداری سے حالات واقعات کا مطالعہ کر کے خود فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ طعنہ جو ایک صدی سے جماعت احمدیہ کو دیا جا رہا ہے، اس کے باوجود جماعت کا کردار کیا ہے اور طعنہ دینے والوں کا اپنا حال کیا ہے؟ تدبروا تفکروا!!

کچھ تو بتاؤ شاعرِ بیدار کیا ہوا
کس کی تلاش ہے تمہیں اور کون کھو گیا
آنکھوں میں روشنی بھی ہے ویرانیاں بھی ہیں
اِک چاند ساتھ ساتھ ہے اِک چاند گہہ گیا ہے
تم ھم سفر ہوئے تو ہوئی زندگی عزیز
مجھ میں تو زندگی کا کوئی حوصلہ نہ تھا
تم ہی کہو کہ ہو بھی سکے گا مرا علاج
اگلی محبتوں کے مرے زخم آشنا
جھانکا ہے میں نے خلوت جاں میں نگار جاں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے ترے سوا
وہ اور تھا کوئی جسے دیکھا ہے بزم میں
گر مجھ کو ڈھونڈنا ہے مری خلوتوں میں آ
آمرے خواب آمری آنکھوں کو رنگ دے
اے میری روشنی تو مجھے راستہ دکھا
اب آبھی جا کہ صبح سے پہلے ہی بجھ نہ جاؤں
اے میرے آفتاب بہت تیز ہے ہوا
دامن بنے تو رنگ ہوا دسترس سے دور
موج ہوا ہوئے تو ہے خوشبو گریزپا
لکھیں بھی کیا کہ اب کوئی احوال دل نہیں
چیخیں بھی کیا کہ اب کوئی سنتا نہیں صدا
پہچان لو ہمیں کہ تمہاری صدا ہیں ہم
سن لو کہ پھر نہ آئیں گے ہم سے غزل سرا

(عبیداللہ علیم)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُردو کلاس مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۷ء میں فرمایا:۔

"میں نے سوچا ہے کہ تشحیذ الاذھان..............رسالہ کا تعارف آپ سے کراؤں اور آپ سے درخواست کروں کہ جس کے لئے ممکن ہو وہ یہ تشحیذ الاذہان اپنے نام لگوائے اور پڑھا کرے۔"

"اس رسالے میں بڑی اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں اور اکثر اچھی باتیں ہوتیں ہیں......اِس کی کچھ باتیں آپ کو سناتا ہوں تاکہ آپ کو اچھی لگیں اور آپ یہ رسالہ اپنے نام لگوائیں۔"

"......اور اس میں بڑے مزے مزے کی باتیں ہوتی ہیں......اس میں مذہبی باتیں بھی بہت ہوتی ہیں اچھی......اگر آپ تشحیذ الاذہان پڑھیں گے تو دماغ بہت روشن ہو گا واقعی دماغ تیز ہو گا۔"

(وڈیو کیسٹ سے تحریر کیا گیا..........)

فٹ بال کا عظیم کھلاڑی

ڈیگو میراڈونا

(مرسلہ: مکرم عرفان سیف صاحب۔ ربوہ)

فٹ بال کی تاریخ میں برازیل کے پیلے کے بعد جس کھلاڑی نے سب سے بڑا نام پایا وہ ارجنٹائن کے میراڈونا تھے جنہوں نے اپنے دور میں دنیا کا مہنگا ترین کھلاڑی ہونے کا بھی اعزاز حاصل کیا۔

سٹار فٹ بالر ڈیگو میراڈونا نے جس کی عظمت کا اعتراف تمام دنیا نے کیا 30 اکتوبر 1960ء کو ارجنٹائن کے ایک غریب اور مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی فٹ بال اس کا جنون تھا وہ ہر وقت فٹ بال کھیلتا ہوا دکھائی دیتا۔ 15 سال کی عمر میں 1975ء میں اس نے ارجنٹائن کے ایک کلب کی طرف سے 100 ڈالر ایک ہفتہ کے معاوضے پر کھیلنا شروع کیا جلد ہی اس نے لوگوں کی توجہ حاصل کرلی اور 1979ء میں اپنے ملک کی طرف سے جونیئر ورلڈ کپ کھیلتے ہوئے اس نے بیسٹ جونیئر پلئیر آف دی ورلڈ کپ کا اعزاز حاصل کیا۔

میراڈونا کی ڈاجنگ اور پاسنگ نے چھوٹی عمر میں ہی ماہرین کو حیران کر دیا۔ 22 سال کی عمر میں انہوں نے اپنے ملک کی طرف سے پہلا ورلڈ کپ کھیلا 1986ء کے ورلڈ کپ تک ڈیگو اپنے بہترین کھیل سے فٹ بال کے شائقین اور ماہرین کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے تھے پھر وہ ارجنٹائن کے کپتان بھی بنا دیئے گئے 1986ء کا ورلڈ کپ میراڈونا اور ارجنٹائن کے عوام کے لئے ایک خوبصورت یاد ہے اس ورلڈ کپ نے ان ممالک کے عوام کو بھی میراڈونا کا مداح بنا دیا جہاں فٹ بال کم کھیلی اور کم سمجھی جاتی تھی میراڈونا نے ارجنٹائن کو ورلڈ کپ جتوادیا۔ ارجنٹائن کے لوگ ان کو "بوائے آف گولڈ" کہنے لگے ڈیگو کو پوجنے لگے انہوں نے مہنگے معاہدوں کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے فٹ بال کے حوالے سے نئے ریکارڈز قائم کئے 83 میچوں میں 33 گول سکور کر کے ارجنٹائن کی طرف سے نیا ریکارڈ قائم ان کی شہرت نے عروج حاصل کیا تبھی انہیں خوش قسمت ترین سپورٹس مین بھی کہا جانے لگا ان کا فن تمام فٹ بال شائقین اور میڈیا سب ان کا ساتھ دے رہے تھے کہ ان پر منشیات کا کاروبار کرنے کے الزام نے ان کو اور ان کے مداحوں کو بہت پریشان اور مایوس کر دیا ڈیگو میراڈونا وہ پہلے کھلاڑی تھے جنہوں نے منشیات کی مخالفت میں آواز اٹھائی انہیں نشہ سے شدید نفرت تھی اور یہی ایک سچے سپورٹس مین کی نشانی بھی ہے وہ تو لوگوں سے بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی تمہیں منشیات پیش کرے تو تم صرف اتنا کہو نہیں! نہیں!!!

مگر جلدی انہیں منشیات کا کاروبار کرنے کے الزام میں پولیس گھسیٹتے ہوئے جیل لے گئی ان کے مداحوں کے لئے یہ منظر ناقابل یقین تھا کچھ لوگ فوراً متنفر ہو گئے اور کچھ ان کے حق میں دلیلیں پیش کرنے لگے لیکن اس الزام نے ان کے مداحوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ان حالات نے مضبوط اعصاب کے مالک میراڈونا کو مایوس کر دیا۔

1991ء میں اس پر فیفا نے 15 ماہ کی پابندی لگا کر فٹ بال سے دور کر دیا۔

اسے پھر جیل جانا پڑا وہ نفسیاتی مریض بن گیا تبھی اس نے دلبرداشتہ ہو کر ریٹائر منٹ کا اعلان کر دیا انہیں یقین تھا کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگ گئے ہوں گے کیونکہ صحافیوں کے ساتھ بدتمیزی کے بعد میڈیا بھی ان کے خلاف ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کو یہی محسوس ہونے لگا کہ میراڈونا کا عبرتناک انجام ہو چکا ہے" لیکن عوام نے ان کے گھر کا رخ کیا اور ان کو حیران کر دیا ریٹائر منٹ کی

واپسی کے مطالبے ہونے لگے دوسری طرف مبصرین اور ناقدین کا پروپیگنڈا یہی تھا کہ میراڈونا میں پہلے جیسی چستی باقی نہیں رہی وہ کبھی ورلڈ کپ نہیں کھیل سکے گا لیکن مداح ہر حال میں ان کو "ان ایکشن" دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ ارجنٹائن کو جادوئی کھیل سے ورلڈ کپ 1986ء جتوانا اور جادو کی چھڑی گھما کر ورلڈ کپ 1990ء کا رنر اپ بنانا کسی اور کھلاڑی کے بس کی بات نہ تھی۔

1994ء کے ورلڈ کپ کے دوران جب "مارک" ہونے کے باوجود عمدہ پرفارمنس کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ان پر ممنوعہ ادویات استعمال کرنے کا الزام لگا انہوں نے اپنی بچیوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اس کا یقین مداحوں نے کر لیا لیکن فیفا کو یقین نہ آیا اور اس نے میراڈونا پر پابندی لگا دی اور میراڈونا کے بغیر ارجنٹائن کوارٹر فائنل ہار کر ورلڈ کپ سے کئی سال دور ہو گیا کیونکہ اب میراڈونا واقعی عمر رسیدہ ہو چکا تھا اور نیا میراڈونا فوری طور پر ملنا مشکل تھا اس نے ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا۔ 1986ء کا ورلڈ کپ میراڈونا نے جیت لیا یہ ورلڈ کپ میراڈونا سے شروع ہوا اور اسی پر ختم ہوا۔ میراڈونا نے زندگی اور فٹ بال دونوں میں عجیب و غریب عروج و زوال دیکھے اب بھی 40 سال کی عمر میں ڈیگو میراڈونا کو دل کی تکلیف نے آگھیرا اور ان کے مداحوں کو پریشان کر دیا انہوں نے دیوانہ وار ہسپتال کا رخ کیا اور اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک اپنے سپر اسٹار کو ہسپتال کی بالکونی سے ہاتھ لہراتے ہوئے نہ دیکھ لیا۔

کیریئر کے اختتام کے بعد بھی عوام کی اتنی محبت پا کر یقیناً اب میراڈونا نشہ چھوڑ ہی دیں گے کہ اب تو ان کی صحت کے لئے یہ خطرناک ہے۔ منشیات کے استعمال کا الزام میراڈونا پر پہلے بھی لگتا رہا ہے لیکن وہ انکار کرتے رہے لیکن ان کی دل کی تکلیف نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی نشہ آور ادویات استعمال کرتے تھے جس کے بارے میں ان کے ڈاکٹر نے کہا کہ "بہت زیادہ نشہ کرنے کی وجہ سے میراڈونا کا جگر اب مواد خارج کرنے لگا ہے جو انسانی صحت کے لئے سخت برا ہوتا ہے اگر "ڈیگو" صحت مند رہنا چاہتا ہے تو اس کو نشہ چھوڑنا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور 22 جنوری 2000ء)

مہمان

کوئی شخص کسی کے گھر مہمان ٹھہرا۔ بہت دن گزر گئے وہ جانے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ آخر میزبان تنگ آگیا اور ایک دن اسے شرمندہ کرنے کے لئے کہا۔ "آپ کے گھر والے آپ کو بہت یاد کرتے ہوں گے۔"

مہمان نے جلدی سے کہا۔ "ہاں واقعی' اس لئے میں نے سوچا ہے کہ تار بھیج کر انہیں بھی یہاں بلوالوں۔

بھینس

ایک دیہاتی اپنی بیمار بھینس کو ڈاکٹر کے پاس لے کر آیا۔ ڈاکٹر نے اسے دوائی دی اور کہا کہ اس طرح کرنا کہ دوائی کو ایک چھوٹے پائپ میں ڈال کر اس کا ایک سرا بھینس کے منہ میں اور ایک اپنے منہ میں ڈال کر پھونک مار دینا۔

کچھ دیر بعد وہی دیہاتی گھبرایا ہوا ڈاکٹر کے پاس آیا۔

ڈاکٹر نے پوچھا کہ کیا بھینس دوائی نہیں لی رہی؟

دیہاتی نے کہا کہ "نہیں' میرے پھونک مارنے سے پہلے بھینس نے پھونک مار دی ہے۔

ٹوتھ پیسٹ

دو دوست آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک اخبار بھی پڑھ رہا تھا۔ اس نے اخبار میں اموات کی شرح پڑھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں پتا ہے کہ میری ہر سانس کے ساتھ ایک انسان مر جاتا ہے۔"

دوسرے دوست نے حیرت سے کہا۔ "تم اچھا ٹوتھ پیسٹ کیوں استعمال نہیں کرتے۔"

(مرسلہ: ن۔س۔ ایاز)

فاسفورس کے کرشمے

(تحریر :Lisa Jardine۔ ترجمہ و تلخیص :۔ مکرم رشید احمد صاحب چوہدری لندن)

سکول کے دنوں میں ہم سائنس کے اسباق میں ذوق شوق سے صرف اسلئے جاتے تھے کہ لیبارٹری میں پریکٹیکل ہوتے تھے اور ہمارے سائنس کے استاد خاص طور پر کیمسٹری میں جب کیمیکلز کے ساتھ تجربہ کر رہے ہوتے اور کسی کیمیکل کو خود بخود آگ لگ جاتی یا اس میں سے دھواں یا بدبودار گیس خارج ہوتی تو شعبدہ بازی کا گمان ہوتا۔ مجھے آج تک وہ دن یاد ہے جب ہمارے ٹیچر نے چمٹیوں کی مدد سے سفید فاسفورس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پانی بھری بوتل میں سے نکال کر ہوا میں تھوڑی دیر رکھا تو اس میں یہ سب کچھ بہت بھلا لگا۔ ہمارے ٹیچر نے یہ بھی بتایا کہ یہ چنگاریاں اتنی گرم ہیں کہ ان کو چھونے سے ہاتھ جل جاتا ہے۔ اس تجربے کو دیکھ کر ہر طالب علم مسحور ہو گیا بعد میں جب ہم نے John Emsley کی لکھی ہوئی نہایت عمدہ کتاب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ روشنی دینے والی یہ پراسرار شے 17ویں کے آخر میں دریافت ہوئی تھی اور اس کی تاریخ اس کے اوصاف کی طرح کئی زبردست ادوار میں سے گذری ہے۔

1670ء میں جب ہمبرگ جرمنی کے ایک کیمسٹ Hen-nig Brandt نے اس کو دریافت کیا تو سائنس کی دنیا میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ دریافت کرنے والے نے اس شئی کا نام "روشنی دینے والی" یعنی فاسفورس رکھا۔

1680ء میں انگریز سائنسدان نیوٹن نے اس دریافت کو اپنی ڈائری میں نوٹ کیا اور اسے بنانے کے لئے ایک خفیہ ترکیب بھی درج کی۔ ترکیب کچھ اس طرح شروع ہوتی تھی۔ "پیشاب کا ایک ڈرم لو"۔ معلوم ہوتا ہے کہ نیوٹن کو یہ ترکیب ایک ساتھی سائنسدان رابرٹ بائل نے بتائی تھی جو خود بھی ایسے تجربات کر رہا تھا وہ بہت بڑی مقدار میں پیشاب حاصل کرتے اسے آگ پر چڑھا کر خوب ابالتے پھر اس میں ریت ملاتے اور اونچے درجہ حرارت پر جوش دیتے۔ اس طرح مائع صورت میں یا ٹھوس صورت میں وہ ایسی چیز بنانے میں کامیاب ہو جاتے جو خود بخود تیز روشنی دینے لگتی اور کئی دن تک روشنی رہتی۔ لوگ اس کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔

فلاسفر Leibnitz لکھتا ہے کہ اگر اس گاڑی مائع کو ہاتھوں، چہرے اور کپڑوں پر مل دیا جائے تو وہ رات کے اندھیرے میں خوب چمکنے لگتے اور لوگ یہ دیکھ کر بہت مرعوب ہو جاتے ہیں۔

نیوٹن، رابرٹ بائل اور لائبنز کو یقین تھا کہ انہوں نے فاسفورس کی دریافت کر کے ایک اہم شے دریافت کی یہ جو طلسماتی پتھر کا حصول تھا جس کے متعلق گمان یا جاتا تھا کہ وہ انسانی زندگی کو طول دے گا اور دھاتوں کو سونے میں بدل دے گا۔ مگر بعد میں اس سفید روشنی دینے والے مائع کو دیگر دنیاوی مقاصد کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ اس سے ماچس تیار کی گئی مگر چونکہ ایسی ماچس خود بخود آگ پکڑ لیتی تھی اس وجہ سے بہت سے حادثے وقوع پذیر ہوئے۔

ایمسلے اپنی کتاب میں ان بھیانک حادثوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ ایسے ہی ایک حادثے میں اٹلی کی نوجوان Arch Duches جس کا نام Matilda جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ 1867ء میں اتفاق سے اس نے فاسفورس سے بنی ہوئی ماچسوں پر پیر رکھ دیا اور چشم زدن میں اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جل کر مر گئی۔

فاسفورس کو لڑائی کے دوران مہلک ہتھیار کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ فاسفورس بموں سے جو آگ کے طوفان نکلے ہیں انہوں نے 1943ء میں ہمبرگ میں کم از کم 37ہزار افراد کی جانیں

لیں۔ اس کے علاوہ اسے مہلک گیس Sarin بنانے میں بھی استعمال کیا گیا اور اس گیس کو عراق میں 1988ء میں کُردوں کے خلاف استعمال کیا گیا اور ٹوکیو کے شہر میں 1995ء میں دہشت گردوں نے معصوم انسانوں پر استعمال کیا۔

فاسفورس کے خطرات کی وجہ صرف یہ ہی نہیں تھی کہ اسے جلد آگ پکڑ لیتی ہے یا اس میں سے دھوئیں کے بادل اٹھتے ہیں جو اعصابی نظام پر حملہ کرتے ہیں بلکہ بذات خود یہ زہریلی چیز ہے اور اگر جسم کے اندر تھوڑی سے مقدار میں بھی چلی جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود 17ویں صدی میں اسے دوا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ 19ویں صدی میں یہ چوہوں کو زہر دینے کے لئے استعمال کی جاتی رہی اور تاریخ میں ایک دور ایسا بھی آیا جب اس کو خود غرض خاوندوں نے بیویوں یا مظلوم نوکروں نے ظالم آقاؤں سے چھٹکاروں حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا۔

ایمسلے (Emsley) اپنی کتاب میں کئی ایسے ہی واقعات کی گھناؤنی تفصیل بیان کرتا ہے۔

فاسفورس قدرتی طور پر بھی فاسفیٹ کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ فاسفیٹ میں فاسفورس کا ایک ایٹم آکسیجن کے چار ایٹموں کے ساتھ جڑا ہوتا ہے یہ اس کی Stable حالت ہے۔ اس میں سے فاسفورس کو علیحدہ کرنے کے لئے ہمیں فاسفیٹ کو بہت اونچے درجہ حرارت پر گرم کرنا ہوگا۔ آج کے دور میں فاسفورس کے خطرات پر قابو پالیا گیا ہے اور اس سے کئی مفید کام لئے جا رہے ہیں۔ مثلاً کیمیائی کھاد سے لے کر گیس والی مشروبات میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

لیکن 17ویں صدی سے 20ویں صدی تک فاسفورس نے دنیا میں جو تباہی مچائی اس سے سائنسدانوں کو سبق ضرور حاصل کرنا چاہئے یعنی جب تک کسی دریافت کو انسانی زندگی کے لئے کلی طور پر محفوظ نہ بنا لیا جائے اس کا عام استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

(ماخوذ از سنڈے ٹائمز۔ لندن)

بقیہ از صفحہ ۵۶

اعوان (ربوہ)

پاکستان کا ریکارڈ : 57.76 ft

عالمی ریکارڈ : 75ft 10-1/4 inch

Randy Barnes (U.S.A)

یہ تمام عالمی ریکارڈ 1998ء کے گنز بک آف ورلڈ ریکارڈ سے لئے گئے ہیں۔

نشانہ غلیل

اول : نوید احمد (حیدر آباد)

دوم : داؤد احمد (سرگودھا)

سوم : حمود الرحمٰن (ملتان)

ان تمام مقابلہ جات میں مجموعی طور پر علاقہ ربوہ اوور آل ٹرافی کا حقدار ٹھہرا۔

ان کھیلوں کا اختتام مورخہ 20 فروری بروز اتوار کو دوپہر 1:00 بجے اختتامی تقریب کے بعد ہوا جس میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ مہمان خصوصی تھے۔ آپ کے امتیاز پانے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور اپنے اختتامی خطاب سے نوازا۔

الحمد للہ جملہ پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی تمام پروگراموں میں فضل خداوندی شامل حال رہے۔ آمین

متفرق اہم مساعی شعبہ خدمت خلق

بابت ماہ فروری ۲۰۰۰ء

(رپورٹ مکرم مہتمم صاحب خدمت خلق)

☆......مجلس غربی اسلام آباد نے دو ہومیو میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں -/700 روپے کے خرچ سے 283 مریضوں کو مفت طبّی مشورہ اور ادویات مہیا کی گئیں۔ دو بیروزگار افراد کو روزگار دلوایا گیا۔ 4 ضرورتمند افراد کی 4000 روپے سے مالی مدد کی۔ 4 خدام نے ہسپتال میں داخل ایک مریض کی دیکھ بھال کی۔ 6 خدام نے رضاکارانہ طور پر اپنے خُون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس طاہر نے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا جس میں 85 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆......قیادت ضلع اور علاقہ نے راولپنڈی میں فضل عمر بلڈ بینک قائم کیا۔ جس میں دورانِ ماہ 20 خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

☆......مجلس منڈی بہاؤالدین شہر نے تین فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 149 مریضوں کو مفت طبّی مشورہ اور 1900 روپے کی ادویات مفت مہیا کی گئیں۔ مجلس مرالہ نے ایک ہومیو میڈیکل کیمپ میں 200 روپے خرچ سے 45 مریضوں کا علاج کیا۔

☆......مجلس بھلوال ضلع سرگودھا نے ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا جس میں 160 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ مجلس چک 9 پنیار ضلع سرگودھا نے ایک فری میڈیکل کیمپ میں 22 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

☆......ضلع خوشاب ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں 70 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

☆......مجلس دارالنور ضلع فیصل آباد نے 5 فری ہومیو میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 344 مریضوں کو مفت طبّی مشورہ اور 1300 روپے کی مفت ادویات مہیا کی گئیں۔

مجلس دارالذکر نے 2 فری میڈیکل کیمپس میں 1900 روپے سے 160 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ 5100 روپے نادار افراد کی مالی مدد کی گئی۔

مجلس دارالفضل نے 2 میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 105 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ 27 خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس دارالحمد نے 5 فری میڈیکل کیمپس میں 330 مریضوں کو مفت طبّی مشورہ اور 5700 روپے کی ادویات مہیا کی گئیں۔

☆......مجلس سول لائنز امیر پارک ضلع گوجرانوالہ نے مستحق افراد کو 50 جوڑے کپڑے دیئے گئے۔ 700 روپے کی مالی مدد کی گئی۔ 10,10 خدام کے 6 گروپس نے 10 مریضوں کی عیادت کی۔ 3 فری میڈیکل کیمپس میں 196 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ جن مریضوں کو دوائی دی گئی ان میں سے ایک مریض جاوید خان کے دماغ پر چوٹ آئی تھی اور وہ تقریباً 7 دن سول ہسپتال میں داخل رہا تھا اور بے ہوش رہا تھا۔ ہوش نہ آنے کی وجہ سے اسے لاہور ریفر کیا گیا تھا لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے رشتے دار اسے لاہور نہ لے جاسکے اور واپس گھر لے آئے۔ اِس مریض کو حضور اقدس کا

ہومیو پیتھک، نسخہ دیا گیا اور اللہ کے فضل سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

مجلس ترگڑی نے 2 فری میڈیکل کیمپس میں 210 روپے سے 126 مریضوں کا علاج کیا۔

☆...... ضلع نارووال میں ضلعی انتظام کے تحت 4 فری میڈیکل کیمپس میں 240 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ 1300 روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔

☆...... مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور کے 5 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ 4 فری میڈیکل کیمپس میں 284 مریضوں کو مفت طبی مشورہ اور ادویات مہیا کی گئیں۔

مجلس بھاٹی گیٹ نے 12000 روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔ 2 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ ایک فری میڈیکل کیمپ میں 1400 روپے کی خرچ سے 50 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس وحدت کالونی لاہور نے 45 مریضوں میں 790 روپے کے جوس کے پیکٹس تقسیم کئے ایک مریضہ کی تیمارداری کے لئے 5 خدام ڈیوٹی دیتے رہے۔ 4 خدام نے رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔ 25 نادار افراد میں مختلف کپڑے تقسیم کئے گئے۔ ایک فری میڈیکل کیمپ میں 144 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

مجلس گرین ٹاؤن نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 1000 روپے کے خرچ سے 137 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس فیصل ٹاؤن نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 53 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس ٹاؤن شپ نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 70 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ مجلس کے تحت ایک فری ڈسپنسری میں دورانِ ماہ 120 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

مجلس راجگڑھ نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 1500 روپے سے 90 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ مجلس سلطانپورہ نے 4 فری میڈیکل کیمپس میں 1799 روپے خرچ سے 529 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس دارالذکر نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 102 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس شالامار ٹاؤن نے دو فری میڈیکل کیمپس میں 132 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس سمن آباد کے تحت 3 فری میڈیکل کیمپس میں 2500 روپے خرچ سے 167 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ مجلس باغبانپورہ نے 4 فری میڈیکل کیمپس میں 266 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

مجلس جوہر ٹاؤن نے ایک فری میڈیکل کیمپ میں 42 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ مجلس اسلامیہ پارک نے ایک فری میڈیکل کیمپ میں 300 روپے سے 68 مریضوں کا علاج کیا۔

مجلس علامہ اقبال ٹاؤن نے ایک فری میڈیکل کیمپ میں 53 مریضوں کا مفت علاج کیا۔

ضلعی رپورٹ کے مطابق ضلع لاہور کی 18 مجالس کے 71 خدام نے دورانِ ماہ رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ پیش کیا۔

☆...... ضلع ڈیرہ غازی خان نے ضلعی انتظام کے تحت 6 فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے گئے جن میں 342 مریضوں کو مفت طبی مشورہ اور ادویات مہیا کی گئیں۔

☆...... ضلع مظفر گڑھ ضلعی انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ میں 160 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆...... علاقہ حیدر آباد نے 12 رشتے کروانے کے لئے کوشش کی گئی۔

☆...... مجلس حیدر آباد شہر نے 3 فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 273 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ مجلس ٹنڈو الہ یار نے 2 فری میڈیکل کیمپس میں 170 مریضوں کا 950 روپے خرچ سے علاج کیا۔ مجلس فیکٹری ایریا نے 7 فری میڈیکل کیمپس

میں 700 روپے خرچ سے 389 مریضوں کا علاج کیا 4 خدام نے خون کا عطیہ دیا۔ 75 خدام نے مریضوں کی عیادت کی۔ 60 جوڑے جوتے مستحقین کو مہیا کئے گئے۔ 4 غیر از جماعت افراد کو روزگار دلوایا۔ 1500 روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔

مجلس بشیر آباد نے 3 فری میڈیکل کیمپس میں 2075 روپے سے 211 مریضوں کا علاج کیا۔ مجلس کے سو فیصد خدام کی بلڈ گروپنگ مکمل کر کے کوائف مرکز ارسال کئے۔

مجلس لطیف آباد نے 3 فری میڈیکل کیمپس میں 270 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ اس پر 1800 روپے خرچ ہوئے۔

☆...... ضلع میر پور خاص میں ضلعی انتظام کے تحت ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں 210 مریضوں کو 1680 روپے کی مفت ادویات دی گئیں۔ کیمپ میں ایک غیر از جماعت ڈاکٹر بھی شامل ہوئیں۔

☆...... مجلس دارالرحمت کنری ضلع عمر کوٹ نے 5 فری میڈیکل کیمپس میں 8510 روپے سے 300 مریضوں کو مفت طبی مشورہ اور ادویات فراہم کیں۔ دو مستحق افراد کی 1800 روپے سے مالی مدد کی گئی۔

ایک خادم نے خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس محمود آباد کے خدام نے ہسپتال جا کر مریضوں میں پھل تقسیم کئے۔ 3 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔

مجلس دارالفضل کنری نے ایک فری میڈیکل میں 700 روپے سے 30 مریضوں کا علاج کیا۔ مجلس ناصر آباد فارم نے ایک فری میڈیکل کیمپ میں 45 مریضوں کا علاج کیا۔

مجلس گوٹھ علم دین کے 6 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔

☆...... مجلس راجن پور شہر میں 3 فری ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم ہیں دوران ماہ جن سے 50 مریضوں کو مفت مشورہ اور ادویات مہیا کی گئیں۔

☆...... مجلس گوٹھ سلطان احمد ضلع خیر پور نے دو فری میڈیکل کیمپ منعقد کئے جن میں 125 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

☆...... ضلع کراچی ضلعی انتظام کے تحت 3 سو بے روزگار خدام کو ملازمت دلوائی گئی۔

مجلس النور کراچی نے 4 میڈیکل کیمپس میں 2015 روپے سے 155 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ 13 خدام کی بلڈ گروپنگ کی گئی۔

مجلس عزیز آباد کراچی نے 2 فری میڈیکل کیمپس میں 3100 روپے سے 123 مریضوں کا علاج کیا 3 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ مجلس ڈرگ روڈ کے 2 خدام نے عطیہ پیش کیا۔

مجلس ڈرگ کالونی نے 4 فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 2880 روپے سے 103 مریضوں کا علاج کیا۔ مجلس نارتھ کراچی نے 4 فری میڈیکل کیمپس منعقد کئے جن میں 236 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ 5350 روپے خرچ ہوئے۔ 6 خدام نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ گھریلو استعمال کی کراکری 65 مستحق گھرانوں میں تقسیم کی۔ 48 خدام نے 1308 روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی۔

رپورٹ

دسویں آل پاکستان سالانہ سپورٹس ریلی 2000ء

(مرتبہ: مکرم نصیر احمد صاحب انجم ناظم شعبہ سٹیج، انعامات و اشاعت)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت دسویں آل پاکستان سالانہ سپورٹس ریلی 2000ء 18-19 اور 20 فروری بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد ہوئی۔ ان کھیلوں کا افتتاح مورخہ 18 فروری کو صبح 8:00 بجے مکرم و محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ نے کیا۔ دوران مقابلہ جات 9 علاقہ جات کے 607 کھلاڑیوں نے مختلف کھیلوں میں حصہ لیا جب کہ گزشتہ سال 9 علاقہ جات کے 768 خدام نے سپورٹس میں شرکت کی تھی۔ ان سپورٹس میں درج ذیل مقابلے ہوئے۔

کبڈی، فٹبال، والی بال، باسکٹ بال، سائیکلنگ، انڈور گیمز میں بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس، اور اتھلیٹکس میں گولہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، نیزہ پھینکنا، اونچی چھلانگ، لمبی چھلانگ، ہاپ سٹمپ اینڈ جمپ، دوڑ میں 100 میٹر، 200 میٹر، 400 میٹر، 800 میٹر، 1500 میٹر، 5000 میٹر اور 4x100 ریلے ریس کے علاوہ نشانہ غلیل اور 5km تیز چلنے کا مقابلہ۔

اجتماعی کھیلیں لیگ سسٹم پر کھیلی گئیں۔ تمام کھیلیں انٹر نیشنل قوانین کے مطابق کھیلی گئیں۔ کھیلوں کے تینوں ایام میں باجماعت نمازوں کا انتظام احاطہ ایوان محمود میں ہی کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد روزانہ درس حدیث بھی ہوتا رہا۔ طعام کا انتظام بھی ایوان محمود میں ہی تھا۔ اسی طرح ہر میچ کے بعد کھلاڑیوں کو ریفریشمنٹ بھی مہیا کی جاتی رہی۔

امسال خدا تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے یہ کھیلیں منعقد ہوئیں۔ بعض عناصر نے رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی لیکن انتظامیہ نے اچھا تعاون کیا۔

سپورٹس 2000ء پر علاقہ وائز حاضری

نام علاقہ	حاضری سال گذشتہ	حاضری سال رواں
ربوہ	126	102
لاہور	78	119
ملتان	80	58
گوجرانوالہ	117	99
سرگودھا	65	75
راولپنڈی	73	54
فیصل آباد	79	49
حیدر آباد	48	20
کراچی	58	31

انتظامیہ سپورٹس 2000ء

ناظم اعلیٰ	مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد گوندل صاحب
نائب ناظم اعلیٰ	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم رابطہ	مکرم حافظ عبدالاعلیٰ طاہر صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب
ناظم رہائش وروشنی	مکرم راجہ رفیق احمد صاحب
ناظم تربیت	مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب
ناظم حاضری ونگرانی واستقبال	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم خوراک	مکرم خلیل احمد تنویر صاحب
ناظم سٹیج وانعامات ورپورٹنگ	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم آب رسانی وصفائی	مکرم شمشاد احمد قمر صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم تیاری گراؤنڈز	مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب
ناظم مقابلہ جات	مکرم سلیم الدین صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
انچارج کبڈی	مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
انچارج فٹ بال	مکرم ظہیر احمد خان صاحب
انچارج والی بال	مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب
انچارج باسکٹ بال	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
انچارج سائیکلنگ	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
انچارج بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
انچارج انفرادی مقابلہ جات	مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب

ٹیکنیکل کمیٹی

صدر	مکرم قمر احمد کوثر صاحب
سیکرٹری	مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد گوندل صاحب
ممبر	مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب
	مکرم سلیم الدین صاحب

تجنید کمیٹی

صدر	مکرم خلیل احمد تنویر صاحب
سیکرٹری	مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب
ممبر	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
	مکرم را[illegible] رفیق احمد صاحب

نتائج مقابلہ جات

کبڈی اول	فیصل آباد	دوم ربوہ
فٹ بال اول	فیصل آباد	دوم ربوہ
والی بال اول	ربوہ	دوم گوجرانوالہ
باسکٹ بال اول	ربوہ	دوم لاہور

سائیکل ریس سپورٹس (L.D) 22 کلومیٹر

اول: وسیم احمد	31.05.00 منٹ
دوم: منصور احمد	34.50.00 منٹ

سائیکل ریس سپورٹس S.D ایک کلومیٹر

اول: خالد محمود	0.50.00 سیکنڈ
دوم: احسان اللہ تنویر	0.53.00 سیکنڈ
سوم: عبدالماجد	0.56.00 سیکنڈ

سائیکل ریس سادہ (L.D) 22 کلومیٹر

اول : عبدالمنان 29.30.00 منٹ

دوم : محمد رمضان بٹ 29.32.00 منٹ

سوم : ندیم احمد شاہد 29.36.00 منٹ

سائیکل ریس سادہ (S.D) ایک کلومیٹر

اول : مبشر احمد 1.00 منٹ

دوم : محمد رمضان بٹ 1:00.45 منٹ

سوم : عبدالمنان 1:01.00 منٹ

بیڈمنٹن (سنگلز)

اول : خالد محمود (کراچی)

دوم : ارشد ستار (کراچی)

فائنل کا سکور (15-12` 7-15` 15-12)

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کے فاتح : خالد محمود (کراچی)

بیڈمنٹن (ڈبلز)

اول : رانا داؤد احمد + عبدالمعطی شاہد (ربوہ)

دوم : ارشد ستار + خالد محمود (کراچی)

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کے فاتح : رانا داؤد احمد + عبدالمعطی شاہد (ربوہ)

سکور : 15-18` 12-15

ٹیبل ٹینس (سنگلز)

اول : عمران آصف (کراچی)

دوم : مجد الدین مجد (ربوہ)

فائنل کا سکور (21-15` 18-21` 21-19)

ٹیبل ٹینس (ڈبلز)

اول : سعید احمد + بشیر احمد (ربوہ)

دوم : ضیاء اللہ مبشر + راجہ برہان احمد (ربوہ)

فائنل کا سکور : (21-18` 21-17)

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کے فاتح : ضیاء اللہ مبشر + سہیل نوید (ربوہ)

دوڑ 100 میٹر

اول : مشتاق احمد (ربوہ) 11.29 سیکنڈ

دوم : وسیم احمد (فیصل آباد) 12.09 سیکنڈ

سوم : خالد عمران (ربوہ) 12.23 سیکنڈ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 11:50 سیکنڈ وسیم احمد (فیصل آباد)

پاکستان کا ریکارڈ : 10:04 سیکنڈ

اولمپکس ریکارڈ : 9.84 سیکنڈ

Bonovan Bailey (Canada)

دوڑ 200 میٹر

اول : وسیم احمد (فیصل آباد) 26.06 سیکنڈ

دوم : بلال احمد (لاہور) 26.86 سیکنڈ

سوم : محمود احمد (ربوہ) 27.34 سیکنڈ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 25.59 سیکنڈ طاہر احمد (فیصل آباد)

پاکستان کا ریکارڈ : 21.1 سیکنڈ

اولمپکس ریکارڈ : 19.32 سیکنڈ

Michel Duane Johnson (USA)

دوڑ 400 میٹر

اول : رفیق احمد (لاہور) 56.36 سیکنڈ

دوم : مشتاق احمد (ربوہ) 56.84 سیکنڈ

سوم : محمود احمد (ربوہ) 56.89 سیکنڈ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 56.63 سیکنڈ نوید احمد (کراچی)

پاکستان کا ریکارڈ : 46.81 سیکنڈ

اولمپکس ریکارڈ : 43.4 سیکنڈ Michealx Johnson

دوڑ 800 میٹر

اول : رفیق احمد (لاہور) 2:14:59 منٹ

دوم : محمود احمد ناصر (ربوہ) 2:22:06 منٹ

سوم : تنویر احمد (ربوہ) 2:23:95 منٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 2:14.79 منٹ رفیق احمد (ربوہ)

پاکستان کا ریکارڈ : 1:48.1 منٹ

عالمی ریکارڈ : 1:41.73 منٹ Sebastian Coe (GB)

دوڑ 1500 میٹر

اول : رفیق احمد (لاہور) 4:42:12 منٹ

دوم : تنویر احمد (ربوہ) 4:54:90 منٹ

سوم : غلام مرتضیٰ (حیدر آباد) 4:59:43 منٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 4:47.93 منٹ شہباز احمد (گوجرانوالہ)

پاکستان کا ریکارڈ : 3:41.4 منٹ

عالمی ریکارڈ : 3:26.00 منٹ

Hicham El Guerrouj (Morocco)

دوڑ 5000 میٹر

اول : رفیق احمد (لاہور) 18:38:02 منٹ

دوم : تنویر احمد (ربوہ) 18:48:72 منٹ

سوم : محمد حسین (فیصل آباد) 18:55:53 منٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 17:53.22 منٹ شہباز احمد (گوجرانوالہ)

پاکستان کا ریکارڈ : 14:08.4 منٹ

عالمی ریکارڈ : 12:44.39 منٹ

Haile Geb Rselassie (Ethopia)

پیدل سفر 5 کلومیٹر

اول : طارق احمد چغتائی (ملتان) 32:26.16 منٹ

دوم : نوید احمد (حیدر آباد) 32:29.63 منٹ

سوم : محمد طارق (ملتان) 32:34.53 منٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 31:50.92 منٹ طارق احمد (ملتان)

ریلے ریس 4x100 میٹر

اول ٹیم : حیدر آباد (مظفر احمد + عادل احمد + بلال احمد + انس احمد) 54:31 سیکنڈ

دوم ٹیم : ربوہ (خالد عمران + مشتاق احمد + اکمل احمد + ذوالفقار احمد) 54:32 سیکنڈ

سوم ٹیم : ملتان (حبیب احمد + حمود الرحمن + طارق احمد + محمد طارق چغتائی) 55:79 سیکنڈ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ : 0:52.03 (سرگودھا)

پاکستان کا ریکارڈ : 40.80 سیکنڈ

عالمی ریکارڈ: 37.40 سیکنڈ امریکہ

اونچی چھلانگ

اول: افتخار احمد (ربوہ) 5:7 فٹ

دوم: اکمل احمد (ربوہ) 5.6 فٹ

سوم: فیاض احمد (گوجرانوالہ) 5.5 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 5.5 فٹ افتخار احمد (ربوہ)

پاکستان کا ریکارڈ: 6.69 فٹ

عالمی ریکارڈ: 8.05 فٹ Javier Sotomayor (Cuba)

لمبی چھلانگ

اول: فیاض احمد (گوجرانوالہ) 19:0 فٹ

دوم: مشتاق احمد (ربوہ) 17:11 فٹ

سوم: رفیق احمد (لاہور) 17:10 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 19.3 فٹ طاہر احمد (ربوہ)

پاکستان کا ریکارڈ: 25.78 فٹ

عالمی ریکارڈ: 24.4-1/2 فٹ

Mike Powell (U.S.A)

ہاپ سٹیپ اینڈ جمپ

اول: فیاض احمد (گوجرانوالہ) 38:05 فٹ

دوم: وسیم انور (ربوہ) 37:10 فٹ

سوم: افتخار احمد (ربوہ) 37:09 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 40.3 فٹ فیاض احمد (گوجرانوالہ)

پاکستان کا ریکارڈ: 52.57 فٹ

عالمی ریکارڈ: 60.1-1/2 فٹ

Jonathan Edwards (GB)

تھالی پھینکنا

اول: طاہر محمود اعوان (ربوہ) 136.7 فٹ

دوم: شاہد اقبال (کراچی) 97.5 فٹ

سوم: جمشید عمران (گوجرانوالہ) 94.8 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 136.3 فٹ طاہر محمود اعوان (ربوہ)

پاکستان کا ریکارڈ: 171.67 فٹ

عالمی ریکارڈ: 243 فٹ

Jurgen Schult (East Germany)

نیزہ پھینکنا

اول: شہزاد ناصر (ربوہ) 151.2 فٹ

دوم: مشتاق احمد (ربوہ) 142.1 فٹ

سوم: وسیم احمد (ربوہ) 140.8 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 146.6 فٹ منیر احمد (راولپنڈی)

پاکستان کا ریکارڈ: 248.82 فٹ

عالمی ریکارڈ: 323 ft 1 inch

Jan Zelezny (Czech Republic)

گولہ پھینکنا

اول: طاہر محمود اعوان (ربوہ) 39.10 فٹ

دوم: شاہد اقبال (کراچی) 36.4 فٹ

سوم: ہمایوں ظفر (لاہور) 33.4 فٹ

گذشتہ سال سپورٹس ریلی کا ریکارڈ: 42.3 فٹ طاہر محمود

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

WEEKLY SAIR - E - ROOHANI LAHORE

EDITOR : SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ 8 TO 14 JULY - 2000

احمدی خادم کے اوصاف

حضرت مصلح موعود بانی مجلس خدام الاحمدیہ، خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اسی طرح وہ خدمت خلق کے کام کریں اور خدمت خلق کے کام میں یہ ضروری نہیں کہ مسلمان غریبوں اور مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جائے بلکہ اگر ایک ہندو یا سکھ یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے تو تمھارا فرض ہے کہ اس کے دکھ کو دور کرنے میں حصہ لو۔ کھیلیں، جلسے ہوں تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرو... مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنی زندگی کو کار آمد بنائیں گے اور سلسلہ کے درد کو اپنا درد سمجھیں گے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو وہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھوں گا کہ احمدیت کا ستون میں ہوں اور اگر میں ذرہ بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ احمدیت پر زد آگئی..... اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے اور اسلام اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاو۔ پس یہ مت خیال کرو کہ تمھارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی طاقت ملے گی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی، تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی اخلاق کے کتنے بلند ہوتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء بحوالہ الفضل ۱۰۔ اپریل ۱۹۳۸ء)